

مُعَارِفِ فَخْرٍ

مدیر:
سید شاہد ہاشمی

MA'ARIF FEATURE

ناصب مدیران: مفتی ظفر خاں، سید سچی اللہ حسینی، نوپریون - معاون مدیران: غوث الدین، محمد عبید قادری
ڈی - ۳۵، بلاک - ۵، فیڈرل بی ایریا، کراچی - ۷۵۹۵۰
نون: ۰۳۶۳۳۹۸۴۰ - ۰۳۶۸۰۹۲۰۱ (۹۲-۲۱)

مرتقبہ: www.irak.pk, irak.pk@gmail.com

- ۱ - معارف فیض ہر ماہ کی کمک اور سولہ تاریخوں کو شائع کیا جاتا ہے۔ اس میں دنیا بھر سے (ہمیں) دستیاب ایسی معلومات کا اختیاب پیش کیا جاتا ہے، جو اسلام سے وظیفی اور ملت اسلامیہ کا در رکھنے والوں کے غور فکر کے لئے اہم یادگیریوں کی ہوئی ہے۔
- ۲ - پیش کیا جانے والا لوازم بالعموم بلطفہ شائع کیا جاتا ہے۔ کسی مضمون، نقطۂ نظر، خیال یا معلومات کا اختیاب کی وجہ سے ہمارا اتفاق ہمیں، اس کی اہمیت ہوتی ہے۔ کسی مضمون یا معلومات کی ملک تربیت یا اس سے اختلاف پیش کیا جاوے کو بھی جگہ دی جا سکتی ہے۔
- ۳ - معارف فیض کوہنہ بنانے کے لیے مفید معلومات کے حصول یا ان کے ذریعہ تک رسائی میں آپ کی مدد کا خیر مقصد کیا جائے گا۔
- ۴ - ہمارے فرماں کردہ لوازے کے مرید، لیکن غیر جاری ابلاغ کی عام اجازت ہے۔
- ۵ - معارف فیض کی کوئی قیمت مقرر نہیں۔ تاہم عطیات کی ضرورت بھی رہتی ہے اور عطیات قبل بھی کیے جاتے ہیں۔ اسلامک دیسروچ اکیڈمی کو اچھی

سمجھا گیا۔ ریاض کے لیے ڈرمپ صدر اوبا مامے بہتر ہے۔ کیوں کہ ڈرمپ نے انسانی حقوق کی پامالیوں کو نظر انداز کیا اور ایران کے خلاف انتہائی چارخانہ رویہ اپنایا۔ لیکن ڈرمپ نے بھی سعودی عرب کے امریکا پر انحصار پر فخر کرتے ہوئے ۲۰۱۸ء میں کہا تھا ”بادشاہ ہم آپ کی خفاہت کر رہے ہیں، شاید آپ ہمارے بغیر دو ٹھوٹوں کے لیے حکومت قائم نہیں رکھ سکتے“۔ کانگریس کی جانب سے سعودی عرب کو تھیاروں کی فروخت پر پابندی کی حالیہ کوششوں نے ریاض کی جانب سے امریکا کے حوالے سے خدشات کو مضبوط کر دیا۔ جس کے بعد یہ کوئی اتفاق نہیں کیا۔ عربی کی خفاہت کرنے کے لیے جوہری تھیاروں کے حصول کی کوش اور انسانی حقوق نے چین کے ساتھ کل کا ایک نیا طریقہ جوہری پروگرام شروع کیا۔ وہ یہ میں اپریانی اڑو رسوخ کو سعودی وجود کے لیے خطرہ سمجھتے ہیں۔ محمد بن سلمان ہمیت ہبہت یک طبقہ شخصیات کو گلتا ہے کہ سعودی عرب چین سے تعلقات قائم کر کے اپنے لیے جوہری تھیار حاصل کر سکتا ہے، تو پھر واشنگٹن پر مسلسل انحصار کرنے کا کیا فائدہ۔ اگر امریکا نے مشرق و سلطی کے حوالے سے نئی سوچ اختیار نہیں کی تو پورا خطہ آسانی کے

اندرونی صفات پر:-

- عرب بھار کے وس سال
- پاکستانی معیشت اور عالمی اعداد و شمار کا کھیل
- عرب اسرائیل تعلقات کی خفیہ داستان
- شاہین و مشقیں: پاک چین اشٹرک کی اعلیٰ مثال
- پاکستان اسرائیل تعلقات اور چین کا مکمل کردار
- چینی ریاستیں اسرائیلی قبیلے میں ”مودگاڑ“
- اسلام مسٹ کیسے اسلام کو منہدم کر رہے ہیں؟
- سعودی عرب: ”وشنی نہیں، دوستی!“

باہمی دن ریاض کو نظر انداز نہیں کر سکتے!

باہمی دن دگر ڈیموکریٹ ارکان کے مقابلے میں سعودی

عرب پر زیادہ تقید کرتے رہے ہیں۔ نومبر ۲۰۱۹ء میں اپنی

اتصالی نہیں کے آغاز میں جو باہمی دن کہہ سکتے ہیں ”میں یا واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ہم سعودی عرب کو مرید تھیار فروخت نہیں کریں گے“۔

جوہری تھیاروں کے حصول کی کوش اور انسانی حقوق کی پامالی پر عہد نے بھری اسکی کوئی نتیجہ نہیں نکلا اور جیسیں کے ساتھ کریور یعنی کی افزودگی کا سوال یہ ہے کہ یہ کس طرح کیا جائے۔ سعودی عرب کو اسکے لیے سوداگری، اسکے لیے فروخت روک کر اس کے جوہری عزائم اور انسانی حقوق کی پامالیوں کو روکا نہیں جاسکتا۔

اگر واشنگٹن سعودی عرب میں اصلاحات چاہتا ہے تو اس کو غور کرنا ہوگا کہ ریاض کی سب سے بڑی پریشانی کیا ہے شاید امریکا کی جانب سے ساتھ چھوڑ دینے کا خدشہ، اور اس خوف کی جڑیں عرب بھار میں پائی جاتی ہیں۔ عرب

بھار کے آغاز پر امریکی صدر باراک اوباما نے مصر میں جمهوری مظاہرین کی حمایت کی تھی، اس وقت امریکا کے اتحادی امریکی مبارک اقتدار سے مصبوطی کے ساتھ میں مدل سکے۔ رہی پہلکان اور کانگریس ارکان سعودی عرب سے نکل آچکے ہیں۔ گرذشتہ برس صدر ڈولہ ڈرمپ نے

دو نوں پارٹیوں کی حمایت سے کی جانے والی قانون سازی کو ویپور دیا تھا، جس کے ذریعے یہ میں پر بھاری کے جواب میں ایران سے جوہری معابرے کے بعد ہی سعودی عرب کی پریشانیوں میں اضافہ ہو گیا تھا۔ جوہری معابرے کو سعودی قانون سازی کے حق میں کانگریس میں ہر ڈیموکریٹ رکن نے ووٹ دیا۔ لیکن خاص طور پر ڈرمپ کے قریبی رہی پہلکان سے دوستی اور سعودی عرب سے خداری کرنے کے مترادف سینئر لندس سے گراہم نے بھی حمایت کی۔

John Spacapan

سعودی ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان نے نو منتخب امریکی صدر جو باہمی دن کو انتخابی کامیابی پر مبارک باد دینے میں کافی تاثیر کی، یہ کوئی اتفاقی بات نہیں تھی۔ گرذشتہ چار برس کے

دوران سعودی ولی عہد نے بھری اسکی کوئی تجھیز نہیں کیا اور جیسیں کے ساتھ کریور یعنی کی افزودگی کا خفیہ پروگرام شروع کیا۔ امریکی ڈیموکریٹ ارکان جلد سعودی عرب کے ساتھ امریکا کا اتحاد ختم کرنے کے لیے باہمی دن سے ابھی کریں گے، لیکن باہمی دن کو اس تجھیز کی مخالفت کرنی چاہیے۔ کیوں کہ اتحاد ختم کرنے سے کسی کے روپے میں بہتر نہیں لائی جاسکتی۔ اس کے بجائے باہمی دن کو مغربی اتحادیوں اور مشرق وسطی کی ریاستوں کے ساتھ کرنا ہے۔

نیا اتحاد قائم کرنا چاہیے، جس میں سعودی عرب بھی شامل ہو۔ تاکہ امریکا کو سعودی عرب کی جانب سے جوہری تھیاروں سے دور رکھنے کے ساتھ اتحاد انسانی حقوق کی پامالی روکنے میں مدل سکے۔ رہی پہلکان اور کانگریس ارکان سعودی عرب سے نکل آچکے ہیں۔ گرذشتہ برس صدر ڈولہ ڈرمپ نے

سعودی شاہی خاندان کے افراد سمجھتے ہیں کہ امریکا کو ویپور دیا تھا، جس کے ذریعے یہ میں پر بھاری کے جواب میں ایران سے جوہری معابرے کے بعد ہی سعودی عرب کی پریشانیوں میں اضافہ ہو گی تھی۔ اس قانون سازی کے حق میں کانگریس میں ہر ڈیموکریٹ رکن نے ووٹ دیا۔ لیکن خاص طور پر ڈرمپ کے قریبی رہی پہلکان سے دوستی اور سعودی عرب سے خداری کرنے کے مترادف سینئر لندس سے گراہم نے بھی حمایت کی۔

طور پر بہت بکتر پوزیشن میں ہوگا، جس کے ذریعے امریکا ریاض اور دیگر مشرق وسطیٰ کی ریاستوں کو بدترین صورتحال میں جانے سے بچ سکتا ہے۔ اور اگر یہ سب کچھ اس طرح ہی ہوا تو سعودی ولی عہد کی جانب سے باسیدن کو انتخابی فتح پر مبارکباد دینے میں تاثیر پر بچتا ہوگا۔

(ترجمہ: سید طالوت اختر)

"Biden can't ostracize Riyadh".
(*Foreign Policy*, Dec. 6, 2020)



امریکا کی انتیشیش ڈیپلمٹ فائل کارپوریشن واٹکن کی خاتمہ پالیسی کے اہداف کے لیے قرض کی حمایت اور مالی معاونت فراہم کرتی ہے۔ اس نویجت کا طولی مدتی سرمایہ کاری منصوبہ ماضی کے مقابلے میں زیادہ قابل عمل ہو سکتا ہے۔ مغربی ممالک کوئی قیمتی بیکوں کے ذریعے نہیں جوہری صورتحال سے خوفزدہ اسرائیل اپنے جوہری تھیاروں کو بہتر بنانے میں لگا ہے۔ اگر باسیدن انتظامیہ سعودی عرب کو نظر انداز کرنے کی پالیسی اپنائے گی تو ریاض کے طرز عمل میں بہتری کا کوئی امکان نہیں۔

امریکا کی جانب سے انسانی حقوق اور جوہری سرگرمیوں پر شام، اپریان، شامی کوریا اور کیوبا جیسے ممالک پر لگائی گئی پابندیاں ان ممالک کو تبدیل نہیں کر سکیں، تو پھر سعودی عرب کو کیسے تبدیل کریں گی۔ اگر امریکا سعودی عرب سے اتحاد فتح کر لیتا ہے تو بھی ریاض کے جوہری هر ائمہ اور انسانی حقوق کی صورتحال بہتر نہیں کی جاسکتی، جس کے خطے پر طولی مدتی اڑات ہوں گے۔ تحفظ کا احساس دلانے کے لیے ریاض کو مغرب اور مشرق وسطیٰ کی ریاستوں کی ایک نئی علاقائی تنظیم میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ جو دفعی، تو انہی، معاشی اور معاشرتی ترقی کے معاملات میں کثیر اچھتی تعاون کرے۔ اس تنظیم کی بنیاد ممالک مل کر بھی رکھ سکتے ہیں، جس میں امریکا، پورپی یونین، برطانیہ، سعودی عرب، اردن، عمان، تحدہ عرب امارات، بحرین اور تیونس بھی جھوٹی ریاستیں بھی شامل ہو سکتی ہیں۔ جس کے ذریعے ریاض کو یقین دلایا جائے کہ واٹکن اور مغربی اتحادی سعودی عرب کو ایران اور دیگر پیروی و شمنوں کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑیں گے۔ اس سے سعودی عرب کا خوف کم کر کے جوہری تھیاروں کے حصول اور یمن میں اندرہاد صدر بمباری روکی جاسکتی ہے۔ ایک نئے مشترک علاقائی تربیتی مرکز کے ذریعے یہ اتحاد ملک افواج کو بہتر تربیت اور اسلحے سے لیس کرے گا، تاکہ وہ عسکری طور پر مکمل خودکشی ہو سکیں۔ اگر کسی رکن ریاست پر حملہ ہوتا ہے تو واٹکن کو ثابت کرنا ہو گا کہ وائرس ہاؤس میں کسی تبدیلی کا اس معاهدے پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ جس کے لیے امریکی سینیٹ اس معاهدے کو محفوظ بنا سکتی ہے۔ کاگریں کو بھی اس معاهدے کے لیے مالی معاونت فراہم کرنے کی مظہوری دینی چاہیے، کاگریں کے ارکان اس منصوبے کی حمایت میں قرارداد بھی منتظر رکھ سکتے ہیں۔

اگر سعودی عرب کو یقین دلایا جاسکے کہ امریکا مشرق وسطیٰ میں استحکام کے لیے موجود ہے گا، تو واٹکن سفارتی کرنا ہو گی تاکہ مشرق وسطیٰ کی ریاستوں کو راغب کیا جاسکے۔

باقیہ: خلیجی ریاستیں اسرائیلی قبضے میں "مدگار"

کا کوئی امکان نہیں ہے۔ اسرائیل طویل عمر حصے تک معاشر طاقت کی بنیاد پر ہی فلسطین پر قابض رہا ہے، اور اسرائیل کی میعت کا شمار دنیا کی مضبوط میعتشوں میں ہوتا ہے۔ فلسطینیوں کو اپنی میعت کی ترقی کے لیے اسرائیل سے اپنی چوری شدہ زمین اور وسائل واپس چاہیے ہوں گے۔ امّا یہم فذ کے ذریعے چوکیوں کو جدید بنا دار اصل خلیجی ممالک کی جانب سے قابض آباد کاروں کے لیے امداد ہے۔ کیوں کہ چوکیوں کا بنیادی مقصد فلسطین کی سر زمین پر فلسطینیوں کی نقل و حرکت پر اسرائیلی گرفت کو مضبوط بناتا ہے۔ اسرائیل ان چوکیوں کا استعمال کر کے مقبوضہ مغربی کنارے میں فلسطینیوں کی نقل و حرکت کو مدد بنتا ہے۔ ان چوکیوں کے ذریعے اسرائیل فلسطینیوں کی زنجیر زمین اور آلبی وسائل تک رسائی کو روک دیتا ہے۔ یہ وہی علاقتے ہیں جہاں مسلم نبی یہودی بستیوں کی تعمیر اور توسعہ کا عمل جاری ہے۔ فلسطینی پہلے ہی مغربی کنارے اور مشرقی پر اسرائیلی قبضے کے سامنے ہے لیں ہیں، اب خلیجی ممالک کی جانب سے اسرائیلی چوکیوں کے لیے مالی امداد فلسطینیوں کی نکست اور قابض آباد کاروں کی فتح ہو گی۔ جدید ترین چوکیاں صرف فلسطینیوں کو ان علاقوں تک محدود کرنے کے لیے کارگر ہوں گی جہاں اسرائیلی ائمیں قید کر کے رکھنا چاہتے ہیں۔ جس کا فائدہ بھی قابض آباد کاروں کو پہنچ گا۔ یہ اصل کہانی ہے عرب اسرائیلی معاهدوں کی۔ عربوں نے فلسطین پر دہائیوں سے جاری اسرائیلی مظالم رونکے کے لیے کچھ نہیں کیا بلکہ اب تو وہ غیر قانونی آباد کاروں کے ظلم میں فعال طور پر شرکت دار ہیں چکے ہیں۔ (ترجمہ: سید طالوت اختر)

"How Gulf states became business partners in Israel's occupation".

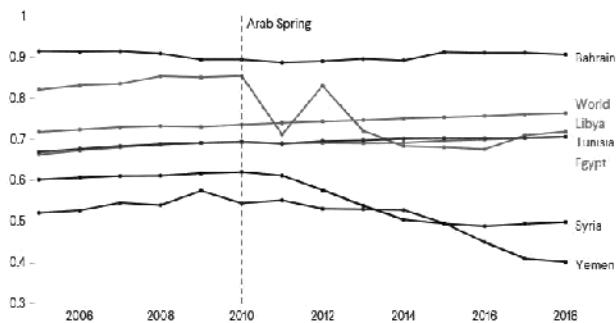
(middleeasteye.net). December 14, 2020)



کی وجہ سے مشرق و سطحی کو شدید معاشی بدحالی کا سامنا کرنا پڑا۔ بد عنوان اشرا فیہ عوام کے پیسے کی بنیاد پر خوشحال رہی۔ غربت میں اخفاف ہوا، خاص کروپیکی علاقوں زیادہ متاثر ہوئے۔ بھار عرب کے نتیجے میں کہیں بھی معاشی بہتری نہیں آئی۔ بلکہ تازع عامت کا شکار علاقوں تو بدترین معاشی

عرب بھار کے دس سال

Standard of Living Has Fallen in Libya, Syria, Yemen
Index of countries' average incomes (gross national income per capita)

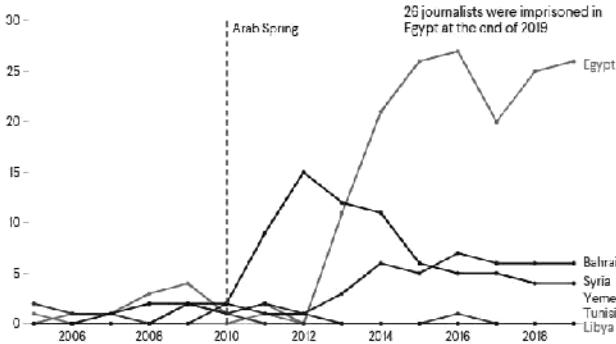


Note: Created by the UN Development Program, the income index is scaled to reflect the fact that an income increase in a lower income country is more consequential for people there than the same increase for people in a higher income country.

صورتحال میں کچھ گئے۔ اکثر ممالک میں احتجاج کی قیادت طبل اور نوجوانوں نے کی، جو کوئی تدبیتی اور معاشری اور معاشی بدحالی کی وجہ سے پریشان تھے۔ اس خطے میں بے روزگار نوجوانوں کی تعداد دنیا میں سب سے زیادہ ہے، جو دوبارہ احتجاج کی وجہ بن سکتی ہے۔

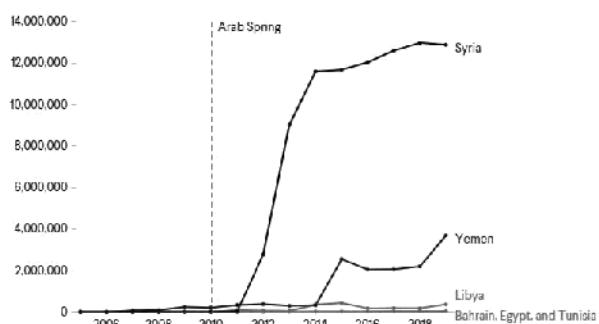
Jailing of Journalists Has Increased

Number of journalists imprisoned as of December 1 of each year



عرب بھار کے بعد خطے میں میڈیا کی آزادی کی صورتحال مزید خراب ہو گئی۔ میڈیا کا دباؤ کے لیے بہت ساری حکومتوں نے انہائی چارچانہ انداز اختیار کیا۔ مقامی اور غیر ملکی صحافیوں کو قید اور رمٹت کے ساتھ سرشار پا کا سامنا کرنا پڑا۔ دنیا کے دیگر ممالک کے مقابلے میں خطے میں سفر شرپ میں اضافہ ہوا۔ ۲۰۱۳ء میں عبدالغفار لیسی کے اقتدار سنبھالنے کے بعد سے

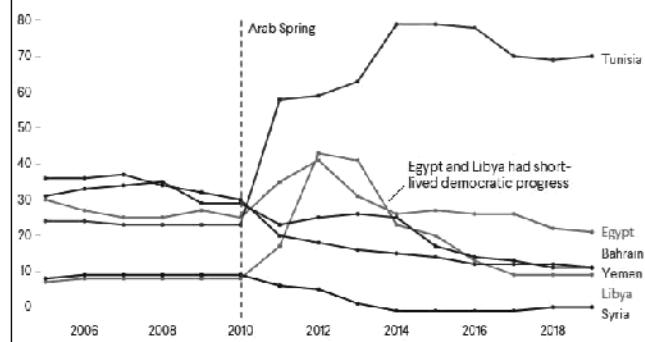
Millions of People Displaced by Conflict
Refugees, asylum seekers, and internally displaced people



Kali Robinson

دسمبر ۲۰۱۰ء میں ٹیونس کے بزری فروش محمد یوسف زیری نے سرکاری ففتر کے باہر احتجاج کرتے ہوئے خود سوڑی کر لی۔ اس کے اقدام خود کشی نے کچھ دنوں میں ایک انقلابی تحریک برپا کر دی، جس نے مشرق و سطحی اور شمالی افریقا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور برسوں سے قائم کی آمرانہ حکومتوں کا خاتمه ہو گیا۔ بھار عرب کے نتیجے میں خطے میں بھنے والوں کو سیاسی، معاشری اور معاشی فائدہ ہوا، لیکن اس کے ساتھ ہی بدترین اور طبیل تشدد نے جنم لیا، جس کے نتیجے میں بڑے بیانے پر لوگ بے گھر ہوئے۔ سب سے زیادہ بدترین صورتحال کا سامنا شام کو کرنا پڑا۔

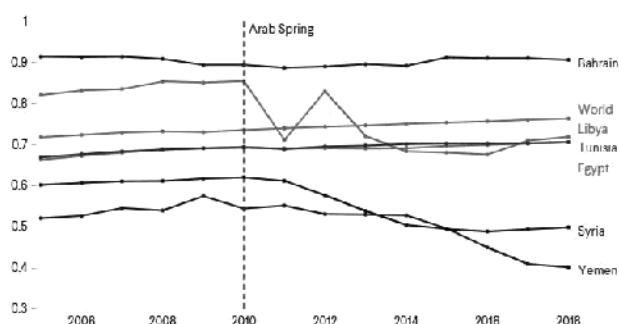
No Lasting Democratic Progress, Except in Tunisia
Countries' political rights and civil liberties scores



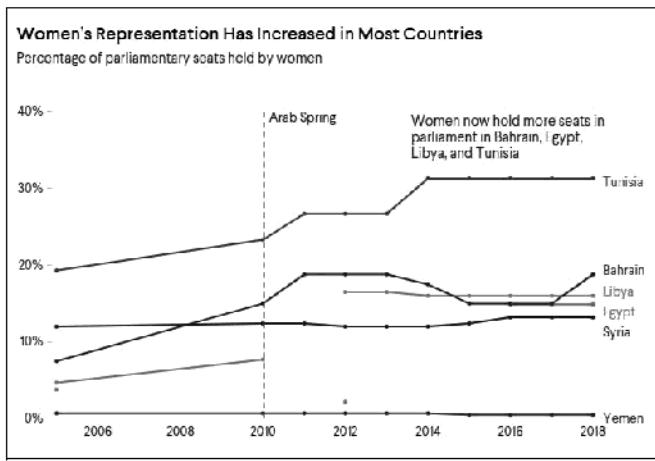
Note: The score is an index by Freedom House with ratings for indicators such as electoral process, political pluralism, and freedom of expression and belief.

پھر لیبیا اور یمن بھی خانہ جنگلی کی لپیٹ میں آ گئے، جبکہ بھرین اور مصر میں صورتحال کچھ مختلف رہی۔ مظاہرین کئی دیوبھات کی وجہ سے احتجاج کر رہے تھے، لیکن تحریکیں گاروں کا کہنا ہے کہ سب کا مشترکہ مسئلہ وقار اور انسانی حقوق تھا۔ بہت سے ممالک میں مذہبی کشیدگی بھی احتجاج کی وجہ بنی۔ سیکولر ٹیونس اور مصر میں اسلام پسند جماعتوں نے اقتدار حاصل کیا، جو عارضی ثابت ہوا۔ گھری فرقہ وارانہ تقسیم نے بھرین، شام اور یمن میں حکومت مختلف تحریکوں کو جنم دیا۔ صرف ٹیونس میں ہی جمہوری تبدیلی درپاٹا ہات ہوئی۔ مصر میں آمریت دوبارہ لوٹ آئی۔ لیبیا، شام اور یمن طبیل خانہ جنگلی کا شکار ہو گئے۔ تیل کی قیمتوں میں کمی، بدترین بے روزگاری اور بد عنوانی

Standard of Living Has Fallen in Libya, Syria, Yemen
Index of countries' average incomes (gross national income per capita)



Note: Created by the UN Development Program, the income index is scaled to reflect the fact that an income increase in a lower income country is more consequential for people there than the same increase for people in a higher income country.



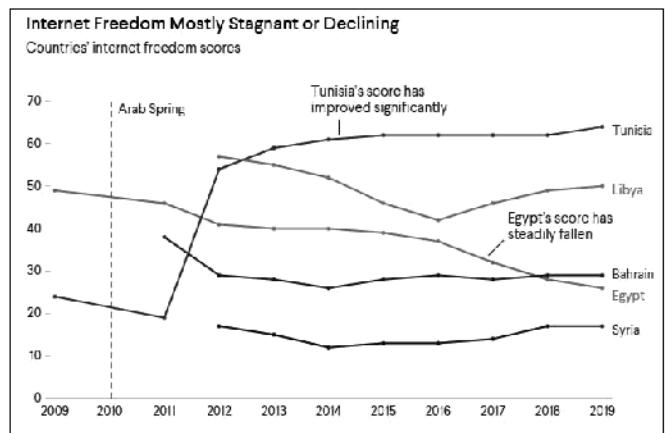
پر خلیٰ میں خواتین کی حیثیت کو بہتر بنانے کے لیے بہت کم ہوا۔ پھر بھی مصر اور تونس جیسے ممالک میں خواتین اپنے ساتھ ہونے والی نا انصافیوں کے خلاف زیادہ آواز بلند کرنے لگی ہیں۔
(ترجمہ: سید طالوت اختر)

"The Arab spring at ten years: What's the legacy of the uprisings?"
(cfr.org). December 3, 2020)

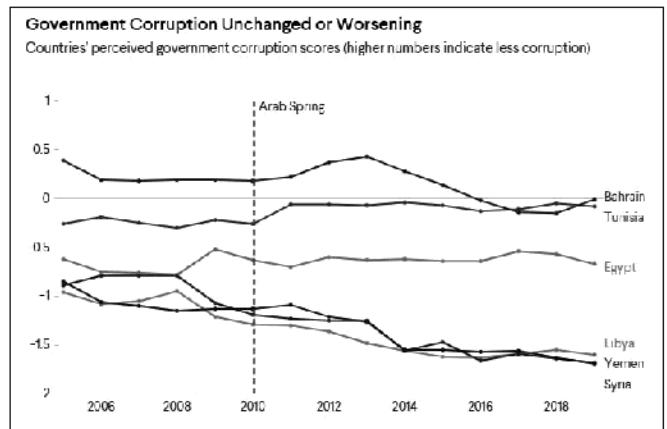


مصر سب سے زیادہ مخالفوں کو قید کرنے والا ملک بن کر ابھرا۔
لیبیا، شام اور بکر میں بغاوت نے خانہ جنگی کی شکل اختیار کر لی، جس کے نتیجے میں مقامی آبادی کو بڑے بیانے پر لفڑ مکانی کرنی پڑی۔

اس دوران غیر ملکی فوجی مداخلت نے تشدید اور عدم استحکام کو بڑھا دیا۔ صرف شام کے تازع نے پچاس لاکھ سے زیادہ رجسٹرڈ مہاجرین اور ساٹھ لاحقے زیادہ بے گھر افراد دنیا کو دیے۔



انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا نے عرب بھار کے دوران مظاہرین کو محکم کرنے اور حکومت نا انصافیوں کے خلاف آواز بلند کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ جس کے بعد مصر جیسے ملک نے انٹرنیٹ تک رسائی کو محدود کرنے کے لیے سنسنہ شپ نافذ کرتے ہوئے سائبرانی پر اپنی گرفت مضبوط کر لی۔ مصر میں نئی قانون سازی کے بعد حکومت مختلف پوسٹ پر لوگوں کو جیل میں ڈالا جانے لگا۔ صرف تونس نے اپنے ۲۰۱۲ء کے آئین کے تحت آزادی انتہا کے لیے انٹرنیٹ کی آزادی میں اضافہ کیا ہے۔ تونس نے مظاہرین کی جانب سے بہتر طرز حکومت کے



مطابق کو پورا کرنے کی کوشش بھی کی۔ جس میں ایمنی کریشن ایجنسیوں کی کمپنی تکمیل دے کر بد عنوانی کی اطلاع دینے والوں کو قانونی تحفظ فراہم کیا گیا۔ پھر بھی خلیٰ میں بد عنوانی کی صورت حال بدترین ہوتی جا رہی ہے۔ خانہ جنگی سے متاثرہ ممالک میں خاص طور پر بد عنوانی حد سے زیادہ بڑھ چکی ہے۔ صفائی عدم مساوات احتجاج کی وجوہات میں شامل نہیں تھی، پھر بھی خواتین نے صفائی تشدد کے خطرہ کے باوجود مظاہروں میں مرکزی کردار ادا کیا۔ کچھل دہائی کے دوران کچھ ممالک نے حکومت میں خواتین کی نمائندگی میں معقولی اضافہ کیا ہے۔ لیکن مجموعی طور

لیقیہ: سعودی عرب: "دشمنی نہیں، دوقت!"

تیل کی یومیہ بیدا اور میں کوئی کافی صلسلہ علاقائی اور عالمی سطح پر سعودی عرب کی پالیسی میں تبدیلی کا ایک اور مظہر ہے۔ سعودی عرب کے وزیر تو ناتانی اور ولی عہد محمد بن سلمان کے بڑے "نصف بھائی" عبدالعزیز بن سلمان کہتے ہیں کہ تیل کی یومیہ بیدا اور میں کوئی کافی صلسلہ علاقائی اور مظہر ہے۔ کہ سعودی عرب تیل کی دنیا کا قائد ہے اور یہ کوہ عراق سیاست تیل کے گرے ہوئے زخوں کے باعث نقصان سے دوچار علاقائی ممالک کا بھلا جاتا ہے۔ اس سے شاہ سلمان اور ولی عہد بن سلمان کے عہد میں سعودی عرب کی آئن پالیسی میں تبدیلی کا ثبوت ملتا ہے۔ سعودی عرب نے عشروں تک تیل کو بالائے سیاست رکھا ہے مگر اب شاہی محل زیادہ مداخلت پسند ہو گیا ہے اور ملک میں تو ناتانی کا یکمہر مخاصلی سیاستی ہو گیا ہے۔

سعودی وزیر تو ناتانی عبدالعزیز بن سلمان نے تیل کی یومیہ بیدا اور میں کوئی کوئی نہیں بلکہ سیاست و خودختاری کی علامت جیسا القدام قرار دیا۔ بُرنس کی معروف وہب سائنس یوم برگ نے بتایا ہے کہ اس سے سعودی معیشت کو تھوڑا بہت دچکا ضرور لگے گا۔ یہ ایک فیصلہ سعودی عرب کی تیل کی آمدنی میں ۳۰ رارب ڈالر مہانہ کی کابواعث بنے گا۔

تیل کی یومیہ اور میں دس لاکھیں بیل یومیہ کی کوئی کافی مندرجہ پر فرمی اثر مرتب ہوا۔ خام تیل کے نزدیکی میں کی بلند ترین سطح (۵۰ ڈالر فی چول) تک جا پہنچ۔ اس دوران سعودی عرب روس کو بیدا اور بڑھانے کی تحریک دے رہا ہے۔ سعودی عرب اور روس کے درمیان تیل کے زخوں کی جگہ ایک سال سے بھی زائد مدت تک چل ہے۔ روس کے معاملے میں مقامیت پر بھی رویہ اپنانے سے بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ سعودی عرب فی الحال کسی بھی قسم کی محاوا آرائی کے موڑ میں ہیں۔
(ترجمہ: محمد احمد خان)

"Saudi Prince hits a new year reset by making allies not enemies".

(bloomberg.org). Jan. 8, 2021)

پاکستانی معیشت اور عالمی اعداد و شمار کا کھیل

افشاں صبوحی

انقل سے رابط کیا گیا تو انہوں نے مصروفیت کی بیان پر اس موضوع پر بات کرنے سے انکار کر دیا۔ وزارت صنعت کے اعلیٰ ملکار سعید نواز نے اس اشاریے میں پاکستان کی منفی تاثر کی حامل تخلیٰ درجہ بندی کو ایک حد تک تو پاکستان خلاف متعصب عنصر کا شاخانہ فرار دیا۔ تاہم انہوں نے صنعت کے شعبے میں قلیل پیداوار اور کم مسابقتی الہیت کا اعتراف کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ اس کی جزویں کم خود انگی اور تعیینی نظام کے مرکزی دھارے میں ہنر کی مہارت اور تکنیکی تعلیم میں عدم توجہ میں مضمون ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اس حوالے سے غالکی اوپرین ذمہ داری معاشرے پر عائد ہوتی ہے، نہ کہ پالیسیوں پر۔ ”ہمارا مزدور اور ورکنگ کلاں حلقوں تو تھات تو بہت وابستہ رکھتا ہے لیکن ان میں ہمارتوں اور ظلم و ضبط کی کمی ہے۔“

ایک نامور ماہر معیشت نے خلیٰ طور پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ پاکستانی حکومت کا رو باری حلقوں کی جھوٹی میں ہمیشہ بہت زیادہ آسانیاں پیش کرتی اور انہیں خطری فوائد فراہم کرتی ہے۔ اس کا انصاف یہ ہوا ہے کہ ملک کا خنی کاروباری شعبہ ایجاد و اساتش کے شعبے اور پیداوار میں اضافے کے نئے انصاف کی عالمی مسابقتی دوڑ میں آگئے نہیں جاسکا۔ ”میں ملک کے موجودہ نمایاں اور بڑے کاروباری حلقوں کو پہنچ کرتا ہوں کہ وہ اپنے اس کمفرٹ زون سے نکل کر پاکستان سے باہر کھین کاروبار کریں اور کامیاب ہو کے دکھائیں۔ مجھے یقین ہے کہ سرپرستی کے بغیر عالمی مارکیٹ میں وہ کوئی مقام نہیں بنائیں گے۔“

”دنیا میں کہاں ایسا ہوتا ہے کہ صین دن کے اوقات میں کاروباری شخصیات گولف کھیلنے میں صرف رہتی ہوں؟“، ان کے مطابق پاکستان کا موجودہ تجارتی فریم ورک انہیں اس بات کی آسائش دیتا ہے کہ وہ زیادہ محنت کیے بغیر اپنی دولت میں اضافہ کرتے جائیں۔

انہوں نے متعدد اشاریوں کے نتائج کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ معاشرے اور معیشت جیسے پیچیدہ عناصر کو محض کسی میکانی اصول پر اپنے کے گمراہ کن نتائج ہو سکتے ہیں۔

فیڈریشن آف پاکستان چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کے صدر میاں اٹھم شارنے ایک بارہ ماہی اس بات پر زور دیا کہ پہلک پالیسیوں کے اندر صنعتی کارکردگی میں بہتری پر توجہ دینے کی ضرورت ہے تاکہ عالمی سطح کی مسابقتی دوڑ میں پاکستان کا نام روشن ہو سکے اور ترقی کے بین الاقوامی اشاریوں میں بہتر ورچن بندی حاصل کر سکیں۔ (ترجمہ شیخوں صور)

(بجولہ: روزنامہ ”ڈان“ کراچی۔ ۲۶ ستمبر ۲۰۲۰ء)

ہے۔ کچھی کا دعویٰ ہے کہ وہ ممالک کے مابین مسابقتی الہیت رکھنے کی درجہ بندی میں ۱۱۲ امراء کا جائزہ ملتی ہے جن کی بنیاد

وہ اشاریے ہوتے ہیں جو عالمی پیکنک، آئی ایم ایف اور اقوام متحده کی تنظیموں سے لیے جاتے ہیں۔ ان تمام اشاریوں کی پانچ ذیلی اشاریوں میں تقسیم کی جاتی ہے جو یہ ہیں: ملک میں قدرتی سرمائے کا وجود، وسائل کے موثر و کارگر ہونے کی نوعیت، علمی معیشت اور فکری سرمائے کی نوعیت، حکومتی کارکردگی اور سماجی ہم ہنگامی۔

ساماجی، معاشری اور سیاسی سطح پر ان تمام مسائل اور شکلات کے باوجود جن کا پاکستان کو سامنا رہتا ہے، یہ بات بھی ایک حقیقت ہے کہ بین الاقوامی شہر رکھنے والے ماہرین یہ کہتے ہیں کہ ملک کی حالت اس کے بارے میں عالمی سطح پر بنے والے تاثر اور درجہ بندیوں کے بر عکس ہم تنظر آتی ہے۔ قطع نظر اس کے کہ ملک میں کس کی حکومت قائم تھی،

پاکستان نے ہمیشہ مشکل وقت اور بحرانوں کے دوران چکدار اور سخت جان ہونے کا مظاہرہ کیا ہے۔ دشت گردی کا مسئلہ ہو، زلزلہ اور سیاہ کے اوقات ہوں، ۲۰۰۸ء کا عالمی مالیاتی بحران ہو یا پھر موجودہ کورونا کا دبائی مرحلہ، ہر امتحان میں پاکستان نے اپنی کارکردگی سے دنیا کو اور خود کو بھی ورط جیرت میں ڈالا ہے۔ اس کے متعلق تاریخی تناظر غیر ملجم اور پیش گوئیاں اونچی خلیٰ کاشکاری ہیں۔ ایک ایسا وقت ہی تھا جب پاکستان کو ناکام ریاست کہا گیا، پھر ہندی برسوں بعد سے تجزیٰ سے ترقی کرتی اقوام میں شمار کیا جانے لگا۔ شہریوں نے متعدد شدید بحرانوں کا سامنا کیا اور کوئی بھی گرانی جاتی رہیں، تاہم ملک انتہائی حالت میں جانے سے بچا رہا اور معیشت کبھی مکمل طور پر تباہ نہیں ہوئی۔

حکومتی پالیسیوں اور خراب معاشری ڈھانچے کے سخت نقاد بھی اس وقت جیزاں رہ جاتے ہیں، جب عالمی اعداد و شمار کے اشاریوں میں پاکستان کو عراق، بین اور افغانستان کے ساتھ نچلے درجے میں رکھا جاتا ہے۔ گزشتہ ہفتے عالمی سطح پر ستمحکام کی صلاحیت رکھنے والے مسابقاتی اشاریے میں پاکستان کو ۱۸۰ ممالک کی فہرست میں ۲۷ کے اروپی نمبر پر رکھا گیا تھا، افغانستان کے علاوہ اپنے تمام پڑوں اور ہمیلٹکلوں سے بہت پچھے بھارت ۷۲ درجے پر تھا، پھر ۳۹ دیسیں نمبر پر، بھلادیش ۵۱ اپر، سری لنکا ۶۷ نمبر پر، نیپال ۵۳ اسی درجہ تھا، بھutan ۵۵ اپر، ایوان درجہ ۶۲ نمبر پر، نیپال کا ۵۳ اسی درجہ تھا، بھutan ۵۵ اپر، ایوان درجہ ۶۱ نمبر پر، ترکی ۸۲ پر، ویتنام کا درجہ ۹۱ تھا، اندونیشیا ۶۸ دیسیں پر، برمازیل ۵۲ پر، اور ملائیکا کا نمبر ۳۷ے وال ہے۔

”ہمارے مزدور اور ورکنگ کلاں اوقاعات تو بہت رکھتے ہیں، لیکن ان میں ہمارتوں اور ظلم و ضبط کی کمی ہے۔“ مذکورہ بالا اشاریہ سوئٹر لینڈ اور جنوبی کوریا سے والے ایک مشترک کمپنی نے ترتیب دیا ہے، جس کا نام SolAbility میں مذکورہ بالا اشاریہ سوئٹر لینڈ اور جنوبی کوریا سے والے ایک مشترک کمپنی نے ترتیب دیا ہے، جس کا نام SolAbility

عرب اسرائیل تعلقات کی خفیہ داستان

Joseph Massad

سے آزادی کے لیے اسرائیلی نمائندگان کے تعاون کے ساتھ اقوام متحدہ میں قرارداد پیش کی تھی۔ آزادی کے بعد تیونس کے حکمران جبیب بورقیہ نے ۱۹۸۷ء میں اپنی وفات کے وقت تک اسرائیل کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم رکھے تھے۔

۲۰ کی دہائی میں اسرائیل نے یمن میں باڈشاہت اور جمہوریت پندرہوں کے مابین تنازع کے درواز بادشاہت کو قائم رکھنے کے سعودی موقف کی حمایت کی تھی اور یمن میں بادشاہت کے تعاون کے لیے اسرائیلی جہاز اسلحہ اور بھاری رقم لے کر اڑتے تھے۔

۸۰ کی دہائی سے مرکش کے اسرائیل کے ساتھ دوستانہ روابط چلے آرہے ہیں۔ مرکش کے شاہی خاندان نے خفیہ معابدوں کے تحت اپنے ملک کے یہودیوں کو اسرائیل منتقل کیا، تاکہ وہ فلسطینی راضی پر اپنے گھر تعمیر کر سکیں۔

۱۹۶۳ء میں راشی وزیر محمد افقر نے اسرائیلی حکام کے ساتھ اپنی خفیہ ایجنسیوں کی تربیت کا معاهدہ کیا تھا اور اپنی حکومت کے خلافیوں کو ٹھکانے لگانے کا تعاون بھی طلب کیا تھا۔ ۱۹۷۶ء میں احشاق راہن کو مرکش کے خفیہ دورہ پر مدعو کیا گیا تھا۔ ۱۹۸۲ء کے بعد سے دونوں ملکوں میں کچھ خیر نہیں ہے، کیونکہ اسی سال شمعون پیریز کا علی الاعلان فقید الشال استقبال کیا گیا تھا۔ جبکہ اسرائیل نے ۱۹۸۰ء میں صدر رہبر کی جانب سے پیش کی گئی صدی کی ڈیل، کو تسلیم کرنے اور اسرائیل میں اپنا سفارت خانہ کھولنے کے عوض یہ پیش کی کہ وہ اس بات کی حفاظت دے گا کہ امریکا مرکش کی حدود کے ساتھ والی خوبصورتی اس کی ملکیت کو تسلیم کرے گا۔

مصر اور اسرائیل کے روابط کوئی تھکی چھپی بات نہیں ہیں۔ ۱۹۹۱ء کے بعد سے اسرائیلی سرکاری نمائندگان اور کھلاڑیوں کا غیری ریاستوں میں کھلا آتا جانا ہے۔ بالخصوص قطر، بحرین، متحدہ عرب امارات اور عمان۔ سعودی عرب سے تعلقات پوشیدہ رکھے گئے ہیں۔

عرب حکومتوں کے اسرائیل کے ساتھ تعلقات عدالت کے رہے ہوں یا دوستی کے، اس کی بنیاد ایک حکام کے ذاتی مفادات تھے، جنہیں تو مفادات کے نام سے تسمیہ کیا جاتا رہا۔

ان وطرف تعلقات کے نتیجے ۱۹۹۱ء میں اسلامی معاهدہ اور نمیڈ روہ آن کا فلفرنس، یونانیں جس کے بعد فلسطینی تو می قیادت اور فلسطینی بیریش آر گنائزیشن اسرائیلی فوج کے ماتحت ہو کر رہ گئے ہیں۔ یہ اسرائیلی پیش رفت اس بات کی دلیل ہے کہ

اخانے کے عوض اسرائیل کے ساتھ سفارتی تعلقات کے قیام

کی پیشکش کی تھی، اس موقع پر ان سے سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ سوڈان کی سیکورٹی اور اس کے مفادات مقدم ہیں۔

بایہی تعلقات کی یہ تاریخ اسرائیل کے قیام کے بعد کی نہیں بلکہ اس سے پہلے کی ہے۔ امیر فیصل الحسین جو کہ کچھ وقت کے لیے جاڑ کے اور بعد ازاں عراق کے بادشاہ رہے،

نے یہیں اس کا فلفرنس ہونے سے دو ہفتے قبل ۳ جنوری ۱۹۱۹ء کوas وقت عالمی صہیونی تظمیم کے رہنماء کے ساتھ ایک معاهدہ کیا تھا کہ اگر اس کے ساتھ ایک وسیع سلطنت کے قیام میں تعاون کیا جائے تو وہ فلسطینیں میں یہودی ریاست کے قیام میں مدد کریں گے۔ مگر ۱۹۴۸ء میں فرانسیسی استعمار نے امیر فیصل بن الحسین کو حکومت سے الگ کر دیا۔ اس کے بعد ان کے بھائی امیر عبداللہ بھی صہیونی تحریک کو ساری زندگی یہ کہتے رہے کہ اگر

انہیں فلسطینی اور مشرقی اردن میں بادشاہ بنیا جائے تو وہ ان کے مقاصد کے حصول میں راہ ہموار کریں گے۔ امیر عبداللہ کو انہی تعلقات پر ناراضی کی وجہ سے ۱۹۵۰ء میں قتل کر دیا گیا تھا۔

اردن کے بادشاہ حسین نے ۱۹۲۰ء میں اپنے ملک کے فوجی رہنماؤں کو اسرائیلی حکام کے ساتھ تعاون کی اجازت دی تھی۔ اس کے بعد ۱۹۴۳ء میں انہیں میں اپنے ذاتی معاملے کے لیکن میں اسرائیلی رہنماؤں سے ملے تھے۔ بعد ازاں تو اتر

کے ساتھ وہ خفیہ طور پر اسرائیل جاتے رہے۔ احشاق راہن جس نے ۱۹۲۸ء میں خود فلسطینیوں کو ان کی زمینوں سے بے خل کرنے کا آغاز کیا تھا، ۱۹۴۸ء میں جب اس کی وفات ہوئی تو اردن کے شاہ حسین اپنے دوست کے جنائزے میں شرکت کے لیے اسرائیل آئے تھے۔

شاہ حسین اسرائیل کے ساتھ اپنے تعلقات کے جواز کے لیے ایک تو اپنی حکومت کے تحفظ کو دیل بنتے تھے اور وہ مصري صدر جمال عبدالناصر کے دبا اور فلسطینی حریت پندرہ تحریکیوں کے خطرات کو بھی وجہ بنتے تھے۔

ایسے ہی لبنان کے مارونی چرچ کے ۱۹۴۰ء کی دہائی سے صہیونی رہنماؤں کے ساتھ قریبی تعلقات قائم ہیں۔ لبنان کے سمجھی دہائی اپنے لیے اسرائیلی طرز کی فرقہ پرست ریاست کے قیام کی خواہش رکھتے ہیں۔

۱۹۵۰ء میں تیونس کی حزب دستور نے فرانسیسی استمار کے طرح ۲۰۱۲ء میں جب عمر المختار حکومت میں تھے،

سوڈانی وزیر خارجہ نے اپنے ملک سے امریکی اقتصادی پابندیاں

پچھلے کچھ عرصے کے دوران اسرائیلی حکام، غلبی ریاستوں، مرکش اور سوڈان کے ساتھ قریبی تعلقات کی استواری کے لیے کوشش کرتے نظر آئے ہیں۔ یہ ریاستیں ہیں جنہیں اب یہ اندرازہ ہوا ہے کہ ایران کے بر عکس، اسرائیل ان کا دشمن بلکہ دوست ہے۔ اس سے سیاسی حقوقوں میں کافی بیچل دکھائی دی ہے کیونکہ ان ملکوں نے بظاہر اسرائیل کے ساتھ دوستی تک اس نے ساتھ تھے کہ وہ فلسطینیوں کے حقوق کی حمایت کرتے ہیں۔

لیکن یہ سب انسانوں کی حقیقتیں ہیں، ماہی میں عرب ریاستوں کے اکثر رہنماؤں کے اسرائیل اور اس سے قبل صہیونی تحریک کے ساتھ تعلقات قائم رہے ہیں۔ مراجحت کا یہ یہاں یہ عرب حکام اور اسرائیل دونوں کی جانب سے پیش کیا جاتا رہا، جس میں یہ بھی کہا گیا کہ عربیوں نے اپنے ذاتی مفادات کو بالائے طاقت رکھتے ہوئے فلسطینیوں کی خاطر اسرائیل سے جنگی لڑی ہیں۔

اب باہمی معاہدات کے نئے موقف کے بعد یہ کہا جا رہا ہے کہ وقت آگیا ہے کہ عرب حکام اپنے مفادات کو مقدم رکھیں، گویا اس سے قبل تو فلسطین کے لیے جدوجہد کر رہے تھے۔

تقریباً انہی خیالات کا اٹھاہ سوڈان کے آرمی ڈیف نے حال ہی میں یونگنڈا میں اسرائیلی وزیر اعظم سے ملاقات کے بعد کیا تھا۔ حالانکہ کسی سوڈانی سرکاری شخصیت کی پیشان یا ہوئے یہ پہلی ملاقات نہیں تھی۔ سال ۱۹۵۰ء کے دوران جب سوڈان برطانوی اور مصری حکومتوں کے ماتحت تھا اور آزادی حاصل نہیں کی تھی تو اس وقت ملک کی بڑی جماعت حزب الامامت نے خفیہ طور پر اسرائیل سے اپنی آزادی کی حمایت کے لیے تعاون مانگا تھا، جب آزاد سوڈان کا قیام عمل میں آگیا تو ۱۹۵۰ء میں پہلے سوڈانی وزیر اعظم عبداللہ خلیل نے یہیں میں اسرائیلی رہنماؤں سے خفیہ ملاقات کی تھی۔ ۸۰ کی دہائی کے اوائل میں صدر حضرت نیری نے اسرائیلی حکام کے ساتھ کراہنگوں کے یہودیوں کی اسرائیلی نقل مکانی کویتی بنیا تھا تاکہ فلسطینی زمینوں پر جا کے رہائش اختیار کریں۔

اسی طرح ۲۰۱۲ء میں جب عمر المختار حکومت میں تھے، سوڈانی وزیر خارجہ نے اپنے ملک سے امریکی اقتصادی پابندیاں

شاہین ۹ مشقیں: پاک چین اشتراک کی اعلیٰ مثال

منفرد انداز میں لڑی جاتی ہے اور زمین یا سطح پر موجود حالات جنگلی فیصلوں اور حکمیت علی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ فضائی جنگ میں ڈیگن کو سمندر کے اوپر لاکارنا ہوتا حکمیت علی، طیاروں کا اختیاب، اڑنے کی فارمیشن اور دیگر معاملات صراحت، میدان اور پہاڑی خلکی بھی حکمیت علی سے مختلف ہوں گے۔

جغرافیائی و سیاسی حالات

چین پاک اقتداری رہنمایی کے اعلان کے بعد بھارت اور مغربی طاقتوں کی جانب سے اس منصوبے کو ناکام بنانے کے لیے ہر طرح کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ لداخ اور اکسائے چین کے تناظر علاقوں میں کشیدگی کو وادی جا رہی ہے۔ کشمیر میں کیے جانے والے بھارتی اقدامات کے حوالے سے پاکستان کے علاوہ چین میں بھی تشویش پائی جاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ پاکستان اور چین کو اپنے پہاڑی علاقوں میں مشترک فضائی دفاع کے قیام کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے تاکہ بھارت کے عزم کو خاک میں ملایا جاسکے۔

۱۸ اکابر کو جب چیف آف آر ای اسٹاف جنرل قرجادویہ باجوہ شاہین مشق کا معائدہ کرنے پاک فضائیہ کے ایئر میں کا دورہ کر رہے تھے تو عین اسی وقت پاکستان کے وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی نے متعدد عرب امارات کے والجھومت ابو ظہبی میں پریس کانفرنس سے خطاب میں اکشاف کیا کہ بھارت اپنے اندر ونی حالات سے توجہ ہٹانے کے لیے سر جنگل اشتراکیکی منصوبہ بندی کر رہا ہے۔ اس سے قبل اکابر کو بھی شاہ محمود قریشی نے بھارت کی جانب سے فالس فلیک آپریشن کرنے کے خدشے کا اٹھا کر کیا تھا۔

فروری ۲۰۱۹ء میں بھارت نے ایک آپریشن کیا تھا، جس میں بھارتی طیارے نے پاکستانی فضائی حدود کو عبر کر کے واپس جاتے ہوئے رات کی تاریکی میں پاکستانی علاقے میں بمگرائے تھے۔ بھارت نے دوئی کیا تھا دراصل اس نے اپنے ہدف کو نشانہ بنایا ہے، حالانکہ وہاں چند رختوں کے علاوہ کسی کو لوگی نقصان نہیں پہنچا تھا۔ لیکن پاک فضائیہ نے اگلے ہی روز سورج کی روشنی میں ایسا جواب دیا تھا کہ وہ بھارت کی شرمندگی اور تاریخ کا حصہ بن گیا ہے۔

دوسری جانب بھارت مسلسل چین کے ساتھ تناظر علاقوں میں چھپر چھاڑی میں مصروف ہے۔ لداخ میں چین بھارت جھرپ میں دو بولا ائی میں کئی بھارتی فوجی مارے جا چکے ہیں۔ ان دونوں سطح پر بھارت جنگلی مارکے بعد عالمی سطح پر محدود سا کھوکھا کو بحال کرنے کے لیے بھارت، پاکستان یا

متعدد مرکوں میں جنگلی تاریخ رقم کی ہے، بلکہ خلائق ملکوں میں بھی پاکستان ایئر فورس کے پالکلنس نے اپنا وہاں متولی ہے۔

راجہ کامران

پاکستانی فضائیہ اور چین کی پیبلز لبریشن آرمی ایئر فورس کی باہمی جنگلی مشقیں شاہین ۹، گزشتہ دونوں انتظام پذیر ہو گئی ہیں۔ دونوں ممالک کے درمیان ہونے والی یہ جنگلی مشقیں نہ صرف دونوں ملکوں کی فضائیہ کے درمیان تعاون کو فروغ دے رہی ہیں بلکہ یہ تعاون خلکے سیاسی حالات اور پاکستان کی مغربی پیغمباوری سے مشرق کی طرف منتقلی کے لیے بھی اہم ہے۔

پاکستان کے آپریشنل ایئر میں پر ہونے والی یہ اروزہ مشق محس دو دوست ملکوں کی فضائیہ کا باہمی اشتراک نہیں بلکہ انتظامی تقریب سے پیبلز لبریشن آرمی ایئر فورس کے مسخر جزء رین ہونا شکار کہ ”پاک فضائیہ اعلیٰ درجے کی پیشہ و رانہ تربیت کی حامل فضائی قوتوں ہے، جس کو طویل عرصے سے غیر ملکی فضائی افواج کے ساتھ مل کر جنگلی مشقیں میں حصہ لینے کا وسیع تجربہ ہے۔ پاک فضائیہ کے پالکلنس جارحانہ جنگلی انداز اور بھادری سے لازمی کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہ تربیت بھی ایسے حاصل کرتے ہیں جیسے جنگ لارہے ہوں۔

ہم نے آپ لوگوں سے بہت سچے کیجا ہے۔

شاہین مشق کا ابتدائی ہفتہ زیادہ تر جائزے اور منصوبہ بندی کا ہوتا ہے، جس میں فضائی مشق کے مقاصد اور اهداف کو طے کر کے ایک وار گیم ترتیب دیا جاتا ہے۔ اس وار گیم میں فضائیے زمین پر اہداف کی تلاش، اہداف کو لاک کرنا، فضائیے سے فضائی مارکرنے کے علاوہ طیاروں کے درمیان ڈاگ فائر اور فضائی جنگلی کی صورت میں زینی ایئر ڈیفنیشن کو الٹ کرنے کے ساتھ ساتھ جو ایک کارروائی کرنے کی مشق شامل ہوتی ہے۔ ان تمام مشقیں میں تیاری اور عمل کا دورانیہ تعینات کیا گیا ہو۔

پاکستان اور چین کے درمیان شاہین فضائی مشقیں کا مقصد فضائی جنگ میں مہارت کو برہانے کے علاوہ فضائی جنگ اور دفاع کے لیے وسائل کو ترتیب دینا اور پالکلنس اور زینی ٹکنیکی عملے کی صلاحیتوں کو برہانہ ہے تاکہ وہ موجودہ پیچیدہ جنگی حالات میں فضائی طاقت کے اٹھارے مختلف طریقہ کار اور حکمیت علی کو بھی سمجھ سکیں۔

پاکستان ایئر فورس فضائی جنگ کا ایک وسیع تجربہ رکھتی ہے۔

پاکستانی فضائیہ اور چین کی پیبلز لبریشن آرمی ایئر فورس کی باہمی جنگلی مشقیں شاہین ۹، گزشتہ دونوں انتظام پذیر ہو گئی ہیں۔ دونوں ممالک کے درمیان ہونے والی یہ جنگلی مشقیں نہ صرف دونوں ملکوں کی فضائیہ کے درمیان تعاون کو فروغ دے رہی ہیں بلکہ یہ تعاون خلکے سیاسی حالات اور پاکستان کی مغربی پیغمباوری سے مشرق کی طرف منتقلی کے لیے بھی اہم ہے۔

پاکستان کے آپریشنل ایئر میں پر ہونے والی یہ اروزہ مشق محس دو دوست ملکوں کی فضائیہ کا باہمی اشتراک نہیں بلکہ اس کے بعد جہت پہلو ہیں۔ جیسے ۲ رالگ الگ شاقی ماحد اور آپریشنل روایات اور سب سے بڑھ کر زبان کے فرق کے ساتھ کام کرنے والی ۲ فضائی طاقتوں کا مل کر کام کرنا اور صلاحیتوں کو برہانہاں آہم ترین معاملہ ہے۔

اس کے علاوہ خلکے چیزوں پر بھی کل صورتحال اور ملطی ایوی ایشن شعبے میں پاکستان کی خود انحصاری یا مغرب سے شرق کی جانب سفر کا ایک ذریعہ بھی ہے۔

چینی اور پاک فضائیہ کا باہمی اشتراک

شاہین مشقیں کا آغاز اس وقت ہوا تھا جب حکومت پاکستان نے سال ۲۰۱۳ء کو پاک چین واقعیت کا سال قرار دیا تھا۔ پہلی شاہین مشق پاکستانی ایئر میں پر کی گئی۔ یہ پہلی مرتبہ تھا کہ چینی فضائیہ کے ہلکاروں اور پالکلنس کو شیر ملکی ایئر میں پر تعینات کیا گیا تھا۔ اس کے بعد سال ۲۰۱۴ء میں پاک فضائیہ کا نسل شاہین ۹ کے لیے چینی ایئر میں پر تعینات ہوا اور یہ بھی پہلی مرتبہ تھا کہ کسی غیر ملکی فضائیہ کے عملے کو چینی ایئر میں پر تعینات کیا گیا ہو۔

پاکستان اور چین کے درمیان شاہین فضائی مشقیں کا مقصد فضائی جنگ میں مہارت کو برہانے کے علاوہ فضائی جنگ اور دفاع کے لیے وسائل کو ترتیب دینا اور پالکلنس اور زینی ٹکنیکی عملے کی صلاحیتوں کو برہانہ ہے تاکہ وہ موجودہ پیچیدہ جنگی حالات میں فضائی طاقت کے اٹھارے مختلف طریقہ کار اور حکمیت علی کو بھی سمجھ سکیں۔

پاکستان ایئر فورس فضائی جنگ کا ایک وسیع تجربہ رکھتی ہے۔

پاکستانی فضائیہ کے پالکلنس نے نہ صرف اپنی فضائی حدود میں

برطانیہ اور ترکی کا تجارتی معاملہ

برطانیہ جہاں نئے سال کے آغاز پر یورپی یونین کا اقتصادی مدارچھڑنے کی تیاری کر رہا ہے، وہیں اس نے ترکی کے ساتھ ایک آزادانہ تجارت کے معاملے پر دھنخدا کر دیے ہیں۔

یہ معاملہ جو کمکم جنوری سے نافذ اعلیٰ ہو گا، اس کا مقصد دونوں ممالک کے درمیان تجارت کا فروغ ہے، جو ۲۰۱۹ء میں ۲۵ رابرڈ اے سے زیادہ مالیت کی رہی تھی۔

بریگزٹ کے بعد کا یہ معاملہ ان معاملوں میں شامل ہے جو برطانوی حکومت دنیا بھر کے ممالک سے کرنا چاہتی ہے، معاملہ ایسے وقت میں سامنے آیا ہے، جب اس حکومت نے یورپی یونین کے ساتھ تجارتی معاملے کے خلصے دے دی ہے۔

برطانیہ نے رواں سال ۳۱ جنوری کو یورپی یونین سے علیحدگی اختیار کر کی تھی، تاہم ۳۱ دسمبر کو ختم ہونے والی منتقلی کی حدت تک یہ یورپی یونین کے کاروباری قواعد و ضوابط کے تحت رہا۔

اول ہر ترکی کے وزیر تجارت رہسپریکان اور ترکی میں برطانوی سفیر ڈویک چلکاؤٹ نے اس معاملے پر دھنخدا کیے۔

رہسپریکان نے اس معاملے کو ۱۹۹۵ء میں یورپی یونین کے ساتھ کشمیر یونین کے معاملے پر دھنخدا کے بعد ترکی کے لیے سب سے اہم تجارتی معاملہ قرار دیا۔ اس موقع پر تقریب سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ آزادانہ تجارت کا معاملہ ترکی اور برطانیہ کے درمیان تعلقات میں ایک نیا اور خصوصی سُنگ میں ہے۔ واضح رہے کہ برطانیہ ترکی کی دوسری سب سے بڑی برآمدی منڈی ہے۔

دوسری جانب برطانوی حکومت کے ایک بیان میں کہا گیا ہے کہ اس معاملے سے ۲۰۱۹ء میں ترکی کو سامان برآمد کرنے والے تقریباً ہزار ۲۰۰ برطانوی کاروباروں کے لیے موجودہ ترجیحی زخوں کو محظوظ بنایا جائے گا اور اشیا کے تجارت کے آزادانہ بہاؤ کو پیشی بنایا جائے گا۔ دونوں ممالک نے کہا ہے کہ یہ معاملہ مستقبل میں ہر یہ چامع معاملہ کے کامباٹنگ بنے گا۔

(مکالہ: ”دان نیوز ڈائٹی وی“، ۲۳ دسمبر ۲۰۲۰ء)

پرچین کا جھنڈا نہیں تھا، تو کیا مستقبل میں ایک اور سرپرائز دشمن کے لیے تیار کھڑا ہے؟

ایز جیف مارٹل مجہد انور کا کہنا تھا کہ موجودہ حالات کے تاثر میں چینی ملٹری ایوی ایشن یونینا لوچی دو رجیدیہ کی عسکری ضروریات کا ایک اہم جزو ہے اور عصر حاضر کے تمام چینیوں سے مقابلہ کرنے کی مکمل صلاحیت رکھتی ہے۔ چینی پالکش کی پیشہ و رانہ مہارت کی تعریف کرتے ہوئے ایز جیف نے کہا کہ چینی پالکش عسکری ہوا بازی کی غیر معمولی صلاحیتیں رکھتے ہیں۔

شاہین ۹ کی اختتامی تقریب سے خطاب میں چین کے سفیر نو گ روگنگ نے محل کر کر کیا اور کہا کہ موجودہ یکورٹی حالات ہے۔ یہ اس بات کی عنازی کر رہا ہے کہ پاک فضائیہ نے چین کے تعاون سے فضائی و فائی شبیہ میں مغرب پر انحصاری کم کرتے ہوئے جنگی طیاروں کے علاوہ دیگر شبیوں میں بھی چینی ملٹری ایوی ایشن کا استعمال یہ حادیا ہے جس میں ریڈار، نیز اکل، گراونڈ کنٹرول، ایز ڈیفس، ارلی وارنگ سسٹم اور دیگر شبیہ جات شامل ہیں۔

پاکستان فضائیہ کی دفاع اور جنگی آلات میں اسی خود انحصاری کو قائم کرنے کے لیے کامرہ کے مقام پر قائم اور دنیا میں کمپلیکس کو ایوی ایشن سُنگ میں تبدیل کر دیا گیا ہے اور اس میں ایوی ایشن صنعت کے حوالے سے نئے نئے ادارے قائم کیے جا رہے ہیں۔ ایوی ایشن سُنگ کے قیام کا مقصود پاکستان کو سکری او ڈسٹری ہوا بازی کے شبیہ میں جدید اور مقامی سٹریٹری تیار کردہ کم قیمت آلات کی فراہمی ہے۔ اس ایوی ایشن سُنگ میں پہلے ہی ۵۸ فیصد جے ایف ۷۶ ایکٹری کی تیاری کی جا رہی ہے۔ اس کے علاوہ ایوی ایشن سُنگ میں آرمی ایوی ایشن کے ہیلی کاپڑوں کے لیے پروہنے کی تیاری بھی کی جائے گی۔

پاک فضائیہ نے اس سے قبل جولائی ۲۰۱۷ء میں اس بات کا اعلان کیا تھا کہ پروجیکٹ ”عزم“ میں فتح جزیرہ وارنیر کی تیاری کی جا رہی ہے۔ جس میں بغیر پالک کے ایسے لڑاکا طیارے تیار کیے جائیں گے جو طویل فاصلے تک دشمن کو مارنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔

پاکستان اور چین کے درمیان فضائی جنگی مشقوں کا اشتراک ملکی دفاع کو مضبوط بنانے کے ساتھ ساتھ فضائی دفاع میں خود انحصاری کی جانب پرحتہ ہوا قدم بھی ہے۔ دونوں ملک جنگی فضائی جنگی آلات تیار کر رہے ہیں، شاہین مشقوں ان آلات کی آپریشن کا رکورڈیگی کا جائزہ لینے کا اہم موقع بھی فراہم کر رہی ہے۔

یہاں اہم بات یہ ہے کہ ایز جیف نے جس چینی طیارے میں پرواز کی اس کی کوئی فوجی مظہر پر نہیں آئی اور یہ بھی قیاس آرائیاں ہیں کہ جو ۱۰-J شاہین ۹ کا حصہ تھے، ان

چین کے ساتھ کسی ایسے ہدف کو نکالنے بنا سکتا ہے جس میں دونوں ملکوں کے مفادات مشترک ہوں۔

ان حالات میں پاک چین فضائیہ کا شامل علاقوں میں بلند پہاڑوں میں فضائی مشق دنیا کے لیے پیغام ہے کہ جہاں دنیا کے بلند پہاڑ کے ٹوٹا اور ہمالیہ ہیں، ان ۲۴ ملکوں کی فضائیہ ان پہاڑوں سے بھی بلند حصے کے ساتھ جنگی تیاری کر رہی ہیں اور کسی بھی چارجیت کی صورت میں دونوں فضائیہ کر منہ توڑ جواب دے سکتی ہیں۔

اس وقت خطے کے سیاسی حالات کیا ہیں، اس کا انتہا شاہین ۹ کی اختتامی تقریب سے خطاب میں چین کے سفیر پاک فضائیہ کے سربراہ کا یہ بیان، بہت اہمیت کا حامل ہے۔ یہ اس بات کی عنازی کر رہا ہے کہ پاک فضائیہ نے چین کے تعاون سے فضائی و فائی شبیہ میں مغرب پر انحصاری کم کرتے ہوئے جنگی طیاروں کے علاوہ دیگر شبیوں میں بھی چینی ملٹری ایوی ایشن کا استعمال یہ حادیا ہے جس میں ریڈار، نیز اکل، گراونڈ کنٹرول، ایز ڈیفس، ارلی وارنگ سسٹم اور دیگر شبیہ جات شامل ہیں۔

چینی ملٹری یونینا لوچی اور پاک فضائیہ کی خود انحصاری اگر جنگی طیاروں کی بات کی جائے تو پاک فضائیہ کے پاس ایک سے زائد قسم کے طیارے موجود ہیں، جس میں امریکی ساختہ ایف ۱۶، چینی اور پاکستانی ساختہ جے ایف ۷۶ ایکٹری اور میراج طیاروں کے علاوہ دیگر طیارے بھی موجود ہیں۔

۱۹۹۰ء کی دہائی میں پر سلریتیم اور دفائی پاپنڈ یوں کے بعد پاکستان نے اپنی دفاعی صلاحیت میں خود انحصاری بیدا کرنے کے لیے اقدامات شروع کیے۔ پاک فضائیہ نے مغربی جنگی آلات سے جان چھڑاتے ہوئے چین کے تعاون سے جے ایف ۷۶ ایکٹری کا طیارہ بنایا اور اس کو اپنی فضائیہ میں کامیابی سے شامل کر لیا ہے۔

حالیہ جنگی مشق شاہین ۹ میں بھی پاکستانی فضائیہ کی جانب سے چین میں تیار کردہ ملٹری ایوی ایشن آلات کا استعمال کیا گیا ہے۔ پاک فضائیہ کے سربراہ ایز جیف مارٹل مجہد انور خان نے شاہین ۹ کا معائنہ کیا اور اس دوران انہوں نے مشق میں شامل چینی لڑاکا طیارے کا تجربہ بھی کیا۔ یہاں اہم بات یہ ہے کہ ایز جیف نے جس چینی طیارے میں پرواز کی اس کی کوئی فوجی مظہر پر نہیں آئی اور یہ بھی قیاس آرائیاں ہیں کہ جو ۱۰-J شاہین ۹ کا حصہ تھے، ان

اپنے حریف بھارت کی طرح پاکستان بھی ایئمی صلاحیت کا حامل ملک ہے۔ پاکستان پہلا مسلمان ملک ہے جس کے پاس ایمی بم ہے۔ پاکستان اپنے آپ کو اسرائیل کے دشمن ممالک کی صفت میں کھڑا پاتا ہے، اس تاریخ کو تقویت بھارت اور اسرائیل کے مابین ایچھے تعلقات سے ملتی ہے اسلام آباد میں کچھ لوگ ان شہادات کا ظہار کرتے ہیں کہ اسرائیل آزاد اونہ طور پر یا بھارت کے ساتھ مل کر پاکستان کے ایئمی پلاٹ پر پھیل کر سکتا ہے۔ اگر اسرائیل کے ساتھ تعلقات معمول پر آتے ہیں تو ایسے خدشات کے کم ہونے میں مدد ملے گی۔

مودی انتظامیہ کی کشمیر پالیسی کی وجہ سے پاکستان اور بھارت کے درمیان کشیدگی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اور جتنا پاکستان اور بھارت کے مابین کشیدگی میں اضافہ ہوتا ہے اتنا ہی اسرائیل اور بھارت کے مابین تعاون میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ پاکستانی نیوکلیئر پروگرام کے بارے میں غالباً مادری کے خدشات میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ پاکستان اپنی ایئمی صلاحیتوں میں بے چاہ اضافہ کر رہا ہے۔ ایئمی ہتھیاروں کے علاوہ پاکستان اپنے ہتھیار بھی بنارہا ہے جو بھارتی سرزی میں سے پرے گئی اپنے اہداف کو نشانہ بناتے ہیں۔

بائی روابط کا ایک راستہ

پاکستان کی معاشی صورت حال، بڑھتی ہوئی دہشت گردی کی کارروائیاں اس بات کی ضرورت پر زور دے رہی ہیں کہ پاکستان اور اسرائیل کے درمیان رابطے کا ذریعہ قائم کیا جائے۔ جس کا نیادی مقصد آپس کی غلطیہوں کو دور کرنا ہوتا کہ تعلقات میں موجودہ مہربی کا خاتمه کیا جاسکے۔ اس میں کوئی بھی اسرائیل خلیجی ریاستوں، خاص طور پر سعودی عرب کو رابطے کے ذریعے کے طور پر استعمال کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ تاہم اسلام آباد اور ریاض کے تعلقات چند وجوہات کی بنیادی غیر معمولی حد تک کشیدہ ہو گئے ہیں۔ ان میں سے نمایاں وجوہات سعودی عرب کی طرف سے کشمیر کے معاطے پر کھل کر جماعت نہ کرنا اور پاکستان کے ایران کے ساتھ ہر ہستے ہوئے تعلقات بھی ہیں۔ ان وجوہات نے یہ شکوک پیدا کر دیے کہ آیا سعودی عرب اور اس کے دیگر خلیجی اتحادی اسرائیل اور پاکستان کے درمیان ٹالیٹ کردار ادا کر سکتیں گے۔ واشنگٹن اور اسلام آباد کے مابین موجودہ عدم اعتماد کی فضائل کا نام طور پر صدر رہمپ کے دور صدارت میں جو دوریاں بڑی ہیں، ایسے میں واشنگٹن بھی ٹالیٹ کوئی کردار ادا کرنے سے قاصر نظر آتا ہے۔

پاکستان اسرائیل تعلقات اور چین کا ممکنہ کردار

تاؤ اور دوریاں ہیں وہ مستقبل قریب یا مستقبل بعد میں کھلے اس فارقی تعلقات کو قائم ہونے سے روکے جوئے ہیں۔

تعلقات کو معمول پر لانے میں کافی رکاوٹیں ہیں۔ ایک صورت خالی کی وجہ سے پاکستان اور اسرائیل میں تعلقات کی شدید مخالفت کرتے ہیں۔ اس نمایاں اضافہ ہوئے، بھی وجہ ہے کہ پاکستانی حکومت اسرائیل سے اپنے سیاسی تعلقات کو عام کرنے کی ہمت نہیں کر پاتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود اسرائیل کے ساتھ تعلقات بہتر جانے میں پاکستان کے کچھ مقادرات بھی ہیں۔ حالیہ بررسوں میں بھارت اور اسرائیل کے مابین غیر معمولی تعاون دیکھنے میں آیا ہے، جس کی بنیاد پر اسرائیل نے یکورٹی کے معاملات پر بھارت کی غیر معمولی مدد کی ہے۔ بھارت کی ایسی کسی بھی مدد سے اسرائیل کے قیام کے وقت سے ہی پاکستان اور اسرائیل کی سیاسی دشمنی رہی ہے۔ تاہم ۹۰ کی دہائی اور ۲۰۰۰ء کی دہائی میں دونوں ممالک براہ راست سیاسی رابطوں میں رہے، کیوں کہ ان دو دوسرے اسلامی اتحادی اور فلسطینی اتحارثی کے قیام نے اسرائیل کی بدنامی میں کمی کی۔ غیرہ کاری طور پر اعلیٰ سطح تک روابط قائم کیے گئے۔ مثال کے طور پر ۲۰۰۵ء میں اسرائیلی وزیر اعظم ایزیل شیروان اور پاکستانی صدر پر وہی مشرف نے اتوام تحدہ کے اجلاس کے موقع پر آپس میں ہاتھ ملائے۔ ہر یہ یہ کہ دونوں ممالک کی خیریہ ایجنسیوں کے درمیان تعاون کی پوریں بھی منتظر عام آتی رہی ہیں۔

تاؤ کی بنیادی وجہ جغرافیائی و سیاسی نہیں بلکہ نظریاتی و ثقافتی ہے۔ پاکستان اور اسرائیل کے درمیان بھی لڑائی نہیں ہوئی، دونوں کے درمیان کوئی جغرافیائی تواریخ بھی نہیں اور دونوں ہی شدت پسندی کے خلاف لڑنے میں سمجھدے ہیں۔ وزیر اعظم عمران خان کے بیان کے باوجود پاکستان اسرائیل امریکا کے اہم اتحادی کے ساتھ تعلقات قائم کر رہے ہیں۔ ایک بھی امریکی خیڑا دروں کے افسران پاکستان کے بارے میں شکوک پر شہادات کا شکار ہیں، جن میں سے بیشتر پاکستان کے ایئمی پوگرام سے متعلق ہیں۔ اسرائیل کے ساتھ تعلقات میں شکیدگی کی ایک وجہ پاکستان کا ایئمی پوگرام بھی ہے۔

Danny Citrinowicz - Roie Yellinek

پاکستان کے وزیر اعظم عمران خان نے حال ہی میں اکٹھا کیا ہے کہ کچھ ممالک ہم پر دہائی کر رہے تھے کہ ہم بھی خلیجی ممالک کے نفس قدم پر چلتے ہوئے اسرائیل کو تسلیم کریں۔ تاہم عمران خان نے فلسطینیوں کے مطالبات کے مطابق اس مسئلے کے سیاسی تصفیہ تک اسرائیل کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اگرچہ پاکستان اور اسرائیل کے درمیان تعلقات کا معمول پر آنماں المآل تو ممکن نہیں، لیکن چین اور دوسرے ممالک کے درمیان ٹالیٹ کا کردار ادا کر سکتا ہے۔ یاد رہے کہ ان دونوں کے درمیان کسی بھی سفارتی تعلقات نہیں رہے۔ اسرائیل اور پاکستان

دونوں ممالک کے مابین روابط کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو محسوس یہ ہوتا ہے کہ پاکستان اور اسرائیل با آسانی تعلقات معمول پر لا سکتے تھے۔ عرب ممالک سے تعلقات کی وجہ سے اسرائیل کے قیام کے وقت سے ہی پاکستان اور اسرائیل کی سیاسی دشمنی رہی ہے۔ تاہم ۹۰ کی دہائی اور ۲۰۰۰ء کی دہائی میں دونوں ممالک براہ راست سیاسی رابطوں میں رہے، کیوں کہ ان دو دوسرے اسلامی اتحادی اور فلسطینی اتحارثی کے قیام نے اسرائیل کی بدنامی میں کمی کی۔ غیرہ کاری طور پر اعلیٰ سطح تک روابط قائم کیے گئے۔ مثال کے طور پر ۲۰۰۵ء میں اسرائیلی وزیر اعظم ایزیل شیروان اور پاکستانی صدر پر وہی مشرف نے اتوام تحدہ کے اجلاس کے موقع پر آپس میں ہاتھ ملائے۔ ہر یہ یہ کہ دونوں ممالک کی خیریہ ایجنسیوں کے درمیان تعاون کی پوریں بھی منتظر عام آتی رہی ہیں۔

تاؤ کی بنیادی وجہ جغرافیائی و سیاسی نہیں بلکہ نظریاتی و ثقافتی ہے۔ پاکستان اور اسرائیل کے درمیان بھی لڑائی نہیں ہوئی، دونوں کے درمیان کوئی جغرافیائی تواریخ بھی نہیں اور دونوں ہی شدت پسندی کے خلاف لڑنے میں سمجھدے ہیں۔ وزیر اعظم عمران خان کے بیان کے باوجود پاکستان اسرائیل ریاست کے ساتھ کسی نہ کسی طرح کے تعلقات استوار کرنے میں سمجھدیہ وکھائی دیتا ہے، لیکن وہ طرف تعلقات کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ تعلقات کامل طور پر معمول پر آجائیں گے۔ پاکستان اور اسرائیل کی حرکیات پر نظر ڈالی جائے تو ان کے درمیان جو

پاکستان کا ہمسایہ ملک چین ٹالٹ کا کروار بہترین طریقے سے ادا کر سکتا ہے۔ چین ایک ایسا ملک ہے، جو پاکستان اور اسرائیل دونوں سے قریبی تعلقات رکھتا ہے۔

معاشی نہیں اسٹکام کے حصول کے واضح مقاصد لیے چین دونوں ممالک کے درمیان بہترین ٹالٹ کا کروار ادا کر سکتا ہے۔ چین یہ طاقت رکھتا ہے کہ وہ فریقین کے درمیان غیر ضروری تباہ میں اضافے کو روکے رکھتے تاکہ نہ صرف ایشیا بلکہ دیگر خطوط کے اسٹکام کو بھی نقصان پہنچنے سے بچالا جاسکے۔ چین کا ”بیٹ ایڈ روڈ“ پروگرام، جس کا مقصد پورے یوریشیا میں نقل و حرکت کی آسانی ہے، کی وجہ سے مشرق و سلطی اور پاکستان کو چین کی عالمی حکمت عملی میں مرکزی حیثیت حاصل ہو سکتی ہے۔ مشرق و سلطی تاریخی طور پر عالمی تجارت کی مرکزی گز را گھپلی۔ اس روایتی ملک روڈ کو دوبارہ مصالح کرنے کا منصوبہ ہے۔ اگر BRI کے تناظر میں دیکھا جائے تو خطے میں چینی مفاد اصراف ٹیکل کی بارہا خلافت ترکیل تک محدود نہیں بلکہ چین اس خطے میں اسٹکام کے ذریعے اپنے منصوبے کمکل کرنا چاہتا ہے۔

اسٹکام اور پاکستان BRI منصوبے کے اہم جزو ہیں۔ اس منصوبے سے چینی کپیلوں کو اسرائیلی معاشرت میں نمیاں جگہ مل سکتی ہے، اس کے ساتھ اسرائیل میں چینی ایشیا کی کھپٹ میں بھی اضافہ ہو گا۔ چین لازمی طور پر یوچا ہے گا کہ اسرائیل میں اس کی سرمایہ کاری محفوظ رہے اور وہ اسرائیل امریکا کی تعلقات میں رخنڈاں سکے۔

اُن مفادوں کو سامنے رکھا جائے تو چین ہر صورت میں یہ چاہے گا کہ اسرائیل کو خطرناک پاؤں سے محفوظ رکھا جائے۔ اگر پاکستان اسرائیل کے ساتھ تعلقات معمول پر لے آتا ہے تو تہران کو اس بات کا اشارہ ملے گا کہ آئندہ ہیں ایب کے ساتھ کشیدگی میں اسے کوئی حمایت حاصل نہیں ہو گی۔ جیسا کہ پاکستان اور ایران کے تعلقات میں بہتری آرہی ہے تو اس طرح کا اشارہ ملے سے تہران اسرائیل کے ساتھ لا ایسے گریز کرے گا، جس کا فائدہ بالآخر چین کو ہو گا۔

پاکستان کے چین کے ساتھ طویل اور تبیخیز تعلقات ہیں، اور پاکستان کی ترمیمی اہمیت اسے BRI کا اہم جزو ہاتی ہے۔ پاکستان کا داخلی عدم استکام اور امریکا پر انحصار کرنے کی خواہش پاکستان کو محاذی اور سایک طور پر چین کی طرف بھجنے پر باقی صفحہ نمبر ۱۵

خیجی ریاستیں اسرائیلی قبضے میں ”مدگار“

Jonathan Cook

ملانے کی کوشش کی گئی تھی۔ بہر حال صدارتی انتخابات میں ٹرمپ کی یکسست کے بعد سے سعودی عرب اسرائیل سے معابدہ کرنے کے حوالے سے پچھلچا ہفت کا شکار ہو گیا ہے۔ گزشتہ چھتے بھرین میں منعقدہ ایک آن لائن کافرنس میں اسرائیلی وزیر خارجہ نے بھی شرکت کی۔ اس موقع پر سابق سینئر سعودی الہکار ترک الفیصل سعودی اسرائیل پر تقدیر کرتے ہوئے کہا کہ اس نے حرماتی کیپوں میں فلسطینیوں کو قید رکھا ہے اور غیر قانونی دیوار بھی تعمیر کی۔ پانچیں شاید وہ اپنی حیثیت سے زیادہ بول رہے تھے۔ عرب ریاستوں اور اسرائیل کے درمیان معابدوں کے خفیہ مقاصد کا پالتا گانا مشکل ہے، لیکن عرب ریاستوں کی جانب سے پانچیں کی جانے والی توجیح کہ معابدوں کا مقصد مغربی کنارے کو اسرائیل کے قبضے سے بچانا ہے، درحقیقت اپنی مقامی آبادی کو بھانے کے سوا کچھ نہیں۔ بھرین اور عرب امارت اسے اسرائیل سے معابدہ فلسطین کے حق میں کرنے کا صرف دکھاوانیں کیا بلکہ یہ حقیقت چھپانے کی کوشش بھی کی کہ درحقیقت دونوں فلسطینیوں کو نقصان پہنچانے میں اسرائیل کے ہمowan بن چکے ہیں۔ اسرائیل سے معابدہ دونوں ممالک کی جانب سے فلسطین پر غیر قانونی قبضے اور فوجی جاریت کی حمایت کرنے جیسا ہے۔

بھرین کو فلسطینیوں کے بڑتین حالات کی کوئی پوچھائی ہے۔ اس کا مظاہرہ بھرین کے وزیر تجارت زید بن راشد کے دورہ اسرائیل کے موقع پر ہوا۔ انہوں نے کہا کہ بھرین پورے اسرائیل میں تیار صنعتات کو درآمد کرنے کے لیے تیار ہے، ہمیں لیبلنگ سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس بیان سے پتا لگتا ہے کہ بھرین مقبوضہ فلسطینی علاقوں میں تیار ہونے والی اسرائیلی صنعتات کی عرب ممالک کو برآمد کیا گیت وے بننے کو تیار ہے۔ جس سے اسرائیل کی غیر قانونی بستیوں کو قانونی تیار ہے اور محاذی اسٹکام مل سکتا ہے۔ بھرین نے اسرائیل کے لیے اپنی تجارتی پالیسی یورپی یونین سے بھی زیادہ زم کر دی، جو ان ایب کا اہم تجارتی شراکت دار ہے۔ یورپی یونین مقبوضہ علاقے میں تیار صنعتات کی الگ لیبلنگ کا مطلبہ کرتا ہے۔ وزیر تجارت کے بیان پر میدیا میں بڑے پیمانے پر لگانگو کے بعد بھرین کی سرکاری نیوز اپنی نے ایک بیان جاری کر دیا ہے کہ زید بن راشد کے بیان کی غلط تحریک

تحده عرب امارت اور بھرین نے اسرائیل سے اس کے نام پر اپنی تیجی معاہدہ کر کے دعویٰ کیا کہ اس کے نتیجے میں مغربی کنارے پر اسرائیلی قبضے کی کوششوں کو روک دیا گیا ہے۔ اس کا متصد بظاہر ایک اور اس منصوبے کو نام بنا تھا۔ امریکی صدر ڈنلڈ ٹرمپ نے گزشتہ برس کے اوائل میں مغربی کنارے کے بڑے علاقے پر غیر قانونی اسرائیلی قبضے کو تسلیم کر لیا تھا۔ دونوں خیجی ریاستوں نے درحقیقت غلط دعویٰ کیا کہ ستمبر کے معابدے کے بعد موڑ اندراز میں فلسطینی ریاست قائم کرنے کی امید کو بچالیا گیا ہے، بہت ہی کم بھرین نے اس دعوے پر یقین کیا، کیونکہ اسرائیلی وزیر عظم پینجن بنیان یا ہو نے، معابدے کے ساتھی اس عزم کا انکھار بھی کرو دیا کہ مغربی کنارے پر قبضے کی کارروائی کو عارض طور پر معطل کیا گیا ہے۔ اپنایہی معابدوں کا متصد فلسطین کو بچانے کے بجائے خیجی ریاستوں کی جانب سے اسرائیل کے ساتھ اپنے تعلقات کو منظر عام پر لا کر انہیں مزید وسعت دینا نظر آتا ہے۔ علاقائی ایکٹیں جسیں تعاون کا باب زیادہ آسانی کے ساتھ بڑھایا جا سکتا ہے، خاص کر ایران کے حوالے سے تعاون میں اضافہ ہو گا، خیجی ممالک کو اسرائیلی اور امریکی ہائی ٹیکنیکی اور تجیاروں نکل رہائی حاصل ہو جائے گی۔ بعد ازاں سوڈاں کوئی بھی اسرائیل کے ساتھ معابدہ کرنے پر آمادہ کیا گیا، جس کے بدلتے واقعیتیں نے دہشت گردیوں کی حمایت کرنے والی ریاستوں کی فہرست سے سوڈاں کو نکلنے کا وعدہ کیا۔ جس سے ترضی اور ارادت کے حصول کی راہ بھی کھل جائے گی۔ جس کے بعد مرکاش اسرائیل کو تسلیم کرنے والا چوچا عرب ملک بنا، جس کے بدلتے طریقے انتظامیہ نے مغربی صہارا پر مرکاش کے قبضے کو تسلیم کر لیا۔ اسرائیل فلسطینیوں کو کوئی اہم سہولت دیے بغیر ہی اہم عرب ریاستوں کے ساتھ تعلقات معمول پر لانے میں کامیاب ہو گیا۔ اطلاعات کے مطابق قطر اور سعودی عرب بھی اسرائیل کے ساتھ معابدہ کرنے پر غور کر رہے ہیں۔

خیجی ریاستیں اسرائیلی قبضے میں اضافہ کے مطابق علاقے میں تیار صنعتات کی الگ لیبلنگ کا

کے مطابق اس فتنہ کی نگرانی انتہائی دلائیں بازو سے تعلق رکھنے والے یہودی ربی آریہ لائٹ اسٹون کریں گے، جو فلسطینی علاقوں پر قبضے کے بڑے حجمی سمجھے جاتے ہیں۔ لائٹ اسٹون اسرائیل میں موجود امریکی غیر ڈیوڈ فریڈ میں کے سینز مشیر بھی ہیں، جو فلسطینی ریاستیوں پر قابض آبادکاروں سے قریبی تعلقات کے حوالے سے مشور ہیں۔ فریڈ میں نے امریکی سفارت خانہ تسلیم ایبیب سے مقبوضہ بیت المقدس منتقل کرنے کے لیے جارحانہ انداز میں اپنی حکومت پر دباؤ ڈالا۔ ٹرمپ نے بالآخر ۲۰۱۸ء میں سفارتخانہ منتقل کر دیا۔ جویناں الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی تھی۔ لائٹ اسٹون کی سیاسی ترجیحات ایسا ہیم فتنہ کے پہلے اعلان کردہ منصوبے میں واضح ہو گئیں۔ انہوں نے فتنہ سے مقبوضہ مغربی کنارے میں اسرائیلی چوکیوں کو جدید بنانے کا اعلان کیا ہے۔ امریکی حکام کی جانب سے فلسطینیوں کی سہولت کے لیے چوکیوں کو جدید بنانے کے اعلان کا خیر مقدم کیا جا رہا ہے۔ چوکیوں کو جدید بنانے سے مغربی کنارے کے اردوگا اور اسرائیل آئندے جانے والے فلسطینی تیزی کے ساتھ تباشی کے عمل سے گزرسکیں گے۔ ٹرمپ انتظامیہ کے ایک سینز اہلکار کا کہنا ہے کہ ”فی الحال فلسطینی ان چوکیوں پر کئی گھنٹے انتظار کرتے ہیں، لیکن منصوبہ کمل ہونے کے بعد انتظار کا وقت ڈرامائی حد تک کم ہو جائے گا اور قوم بھی زیادہ خرچ نہیں ہوگی۔ اس منصوبے کے اعلان سے ہی بہت سے مسائل واضح ہو جاتے ہیں۔ ایک تو یہ میں الاقوامی قانون کی خلاف ورزی ہے اور پھر اس طرح کا انفراسٹرکچر تیر کر کے اسرائیل کے وقی قبضے مستغل بلایا جا رہا ہے۔ پہلے ہی فلسطینی اسرائیلی قبضے کو پاچ چند بیوں سے زیادہ عرصے سے برداشت کر رہے ہیں اور اس طبقہ ممالک اسرائیل کو فلسطین پر قبضے کے لیے رعایت بھی فراہم کر رہے ہیں۔ یہ خیال کہ چوکیوں کی تغیر فلسطینیوں کے لیے فائدہ مند ہے، کبواس ہے۔ یہ فتنہ اسرائیل کی فوجی مدد کے لیے قائم کیا گیا ہے، تاکہ اسرائیل فوج فلسطینیوں کو زیادہ بہتر انداز میں نشانہ بن سکیں۔ اسرائیل پر قبضے کے معماشی اخراجات کی وجہ سے ان علاقوں سے دستبرادر ہونے کے لیے دباؤ تھا۔ لیکن اب تبلیغ دولت سے مالا مال غلبی ریاستوں نے اسرائیل کی مشکل آسان کر دی۔ ان کے معماشی تعاون کی وجہ سے اسرائیل کو فلسطینی اراضی اور سائل پر قابض رہنے کی ترغیب مل رہی ہے۔ ایسا ہیم فتنہ سے فلسطینی معیشت اور مزدوروں کو فائدہ ملنے باقی صفحہ نمبر ۲

کی گئی اور مقبوضہ علاقوں میں تیار مصنوعات کی درآمد کی اجارت نہیں دی جائے گی۔ لیکن وزیر تجارت کے بیان سے ثابت ہو گیا کہ مجرین اسرائیلی علاقوں اور مقبوضہ علاقوں میں تیار مصنوعات کے درمیان فرق کرنے کو تیار نہیں۔ مقبوضہ فلسطینی علاقوں پر اسرائیل کا قبضہ تسلیم کیا جانا ہی عرب اسرائیلی معاہدوں کی بنیاد ہے۔ اطلاعات کے مطابق تحدہ عرب امارات پہلے ہی اسرائیل میں غیر قانونی ہر شبہ میں صرف اس لیے سرایت کر گئی کیوں کہ اسرائیل نے مقبوضہ فلسطینی علاقوں کو تحریک گاہ بنادیا۔ جہاں فلسطینیوں کی بہتر گلگرانی، ان کی نفل و حرکت کو محدود کرنے اور با یوں میزک ڈیٹا مجمع کرنے کے لیے نئے طریقے ایجاد کیے جاتے ہیں۔ ان تجزیبات کو انجام دینے والی ہائی کمیٹ کمپنیوں کا صدر دفتر اسرائیل کے اندر ہو سکتا ہے، لیکن وہ مقبوضہ علاقوں میں اپنی مرگریاں انجام دے کر منافع کرتی ہیں، مقبوضہ علاقوں میں ان کے پاس وسیع کپیلیکس موجود ہیں، جن پر ان کے تکمیل حقوق تسلیم شدہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فلسطینی صدر محمد عباس کے معاون نیل شاٹ نے اسرائیل اور عربوں کے بڑھتے تعلقات پر کہا کہ ”اسرائیل اور عربوں کے درمیان بڑھتے تعلقات فلسطینیوں کے خلاف بدترین چاریت کا مظہر ہے اور ہماری مقبوضہ ریاستوں میں ان کا مشاہدہ کرنا بہت تکلیف دہے۔“ تحدہ عرب امارات کے موقع کے طور پر دیکھتے ہیں۔ ان فائدہ میں اب عرب مالک سے سایہوں کی آمد بھی شامل ہو گی۔ اب غلبی مالک سے لوگ مسجد اقصیٰ کی زیارت کے لیے بھی آسمکیں گے۔ ستم طریقی یہ ہے کہ اسرائیل قبضے کی وجہ سے فلسطینی مسجد اقصیٰ جانشیں سکتے اور غلبی مالک سے آنے والے عرب مقامی فلسطینیوں کے مقابلے میں مسجد اقصیٰ میں زیادہ حق کے ساتھ داخل ہو سکیں گے۔ اردن ایک طویل عرصے سے مسجد اقصیٰ کی وجہ بھال کا ذمہ دار رہا ہے۔ اس کو خوف لاحق ہے کہ مستقبل میں سعودی عرب اسرائیل کے ساتھ معاہدے کو کم اور مدینہ کے بعد یروشلم میں موجود مقدس مقامات کا نزول سنبھالنے کے لیے استعمال کرے گا۔ مقبوضہ بیت المقدس میں موجود فلسطینی اپنی رہائش کے لیے مکانات بھی تغیر نہیں کر سکتے۔ تجارتی معاہدوں کے بعد آنے والے دولت مندرجہ عربوں کو اسرائیل میں انفراسٹرکچر بھی درکار ہو گا۔ اس سے فلسطین کے بجائے یہودی آبادکاروں کو فائدہ ہو گا۔ ابو ظہبی کے حکمران خاندان کے ایک فرد نے یروشلم نہ بالائیم پر بڑی سرمایہ کاری

اسلام کیسے اسلام کو منہدم کر رہے ہیں؟

Mustafa Akyol

کاوشوں کے باوجودہ، ترکی کے نوجوانوں کا ایک قابل ذکر حصہ اسلامی عقیدے سے دور ہٹتے ہوئے، ایک غیر معمین وغیر واضح خدا پر یقین کرنے کا اختیاب کر رہا ہے۔

حالیہ رسول کے اندر اس سماجی، رجحان کا مشاہدہ ہے تک سے دوسرے ترکوں کو بھی ہوا ہے، اور اس وقت یہ معاملہ ترک قوم کے ہاں زبانِ زدِ عام بن چکا ہے۔ ”ہماری نوجوان نسل الحادی الیات کی جانب کیوں کر ملک ہو رہی ہے؟“، اس سوال کے حوالے سے (ترکی کے) پرنس میڈیا میں سیکلوں مضمانت کے جا چکے ہیں اور میل و بیش پر نوجوان مکالماتی نشستیں منعقد ہو رہی ہیں۔ اپریل ۲۰۱۸ء میں ڈائریکٹر میڈیا ہی نشر ہو گئے حالانکہ مائیکروفون کو بند رکھنے کا اعتمام تھا۔

یہ ایک دلچسپ مظہر تھا۔ اپنے خطاب کے درمیان میں، ایردوان نے بیماز کو اٹچ (پوڑیم) پر بیان، اور ”الحادی الیات (Deism) پر پورٹ“ کے بارے میں دریافت کیا، جس کا ذکر ان کے کلیدی سیاسی اتحادی دولت باغیلی (Devlet Bahceli) نے کچھ گھنٹے قبل ہی اپنی ایک تقریر میں کیا تھا۔

جب وزیر صاحب نے، بعد از احراام، اپنے صدر کو اس

رپورٹ کے تنازع کی بابت آگاہی دینے کی کوشش کی، تو ایردوان کو یہ کہتے ہوئے سن گیا، ”جیسے کہ ترکی کے قدامت اس ”الحادی الیات کی وہا“، جیسا کہ ترکی کے قدامت پرست مذہبی حلقة اس کو منسوب کرتے ہیں، کے پس پرده قوت کیا ہے؟ ایردوان کے بعض جماعتی پیڈتوں نے اس سوال کا جواب اسی شے میں کھو جا ہے، جو ان کے انداز جہاں بھی کی بنیاد پر جعلی ہے: مغربی سازش۔ مثال کے طور پر دنیا کے صحافت (میڈیا) کے معروف مسلمان بنی نہاد ہاتپ اولو (Nihat Hatipoglu) کے نزدیک، ”سامراج“ نے جیلیل القدر ترک قوم کو ”الحادی الیات“ کا کھوچ لگایا، بالخصوص ایسے وقت میں ترکی کو کمزور کرنے کے واسطے جب وہ آخر کار دوبارہ سے شاہراہ عظمت پر گامزن ہے نیز اپنی اسلامی بنیادوں کی جانب پہنچ رہا ہے۔ اعلیٰ سطح کے سرکاری مذہبی بنیاد ایسا یاں کے نزدیک، نوجوان ترک نسل کے ”الحادی الیات“ کی جانب ملک ہونے کے پیچے حقیقی قوت، مغربی ”مبلغین“ ہیں، جو مفروضے کے طور پر اس عرصے میں ہیں کہ نوجوانوں کو ”اسلام“ سے دور کرنے کی غرض سے ”الحادی الیات“ کی جانب متوجہ کیا جائے اور پھر بعد ازاں ان کو سمجھی بنا لیا جائے۔

تاہم دوسرے ترکوں کے نزدیک ”بازار نیکوکار نسل“ کی آبیاری کے واسطے ہونے والی ایردوان حکومت کی جانب توڑ

متخلق تمام تر بحث ایک بہت بڑی سازش کی بجائے اعلیٰ درجے کی ستم ظرفی پر ہی ہے: ترک قوم، جو اپنی ”ننانوے فیض مسلم آبادی پر کفر و پیشتر فر کا انتہا کرتی ہے، اس کے اندر ایک ایسے وقت میں اسلام سے بے نظری دوری و قوع پذیر ہو رہی ہے جب اسلام کے علمبردار یعنی اسلامیت پہنچ بیشول صدر طیب ایردوان اور برسر اقتدار جس اور ڈولپمنٹ پارٹی (AKP) میں ایردوان کے فوادر حضرات، ماضی کے مقابلے میں سیاسی اعتبار سے نسبتاً بہت زیادہ طاقتور ہیں۔

درحقیقت، کوئی اس طرح سے استدلال کر سکتا ہے کہ یہ ایک ستم ظرفی نہیں ہے بلکہ ایک قابل فہم سلسلہ علّت و معلول ہے: اسلامیوں (اسلامیت پندوں) کے اقتدار میں ہونے کی بدولت ہی اسلام سے دوری میں اضافہ ہو رہا ہے۔ چونکہ جس اس اور ڈولپمنٹ پارٹی کا اقتدار، یقین طور پر استبدادی، بد عنوان اور ظالم ثابت ہو چکا ہے، چنانچہ بعض ایسے لوگ جو اس پارٹی کی طاقت اور ایجادنے سے خارج ہوتے ہیں، وہ اسلام سے بھی دوری اختیار کرتے دکھاتی دیتے ہیں۔ ترکی میں بہت سے لوگ بھی دلیل دے رہے ہیں۔

ایسے لوگوں میں سے ایک تمیل قارا ملا اولو ہیں، جو حزبِ سعادت کے رہنماء ہیں۔ جس اس اور ڈولپمنٹ پارٹی کی مانند اس پارٹی کی جزوی میں بھی اسلام ازم (اسلامیت) میں پوست ہیں، تاہم اس نے ایردوان حکومت کے خلاف مرکزی سیکلور حزب اختلاف کے ساتھ اتحاد قائم کر لیا ہے۔ قارا ملا اولو نے جون ۲۰۱۹ء میں کہا، ”ندھب کی نمائندگی کے دعویداروں کی بدولت ترکی میں خوف و آمریت کا راجح ہے۔ اور اسی وجہ سے لوگ اسلام سے دور بھاگ رہے ہیں۔“ قارا ملا اولو کی چھوٹی سی پارٹی مذہبی قدامت پرستوں کی ایک ایسی اقلیت، جس کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے، کی نمائندگی کرتی ہے جو ایردوان حکومت سے بٹکے ہے۔ ایسے ترک رائے دہندگان (ووڑز) کے سامنے دونوں سیاسی جماعتیں بھی موجود ہیں، جن کے مرکزی رہنماء AKP کے سابقہ اہم رہنماء ہیں جنہوں نے اپنی راہوں کو ایردوان سے جدا کر لیا ہے: سابق وزیر اعظم احمد داؤد اولوکی رہنمائی میں ”نخواچ پارٹی“، اور سابقہ ماہر معشاہیات علی باباجان کی نزیر قیادت ”تھریک نجات“۔

امریکا میں رہائش پذیر ترک ماہر سماجیات مجاہدیخی ایک دوسرے نہاد ہیں، جو ایک باعل مسلمان ہیں اور ”الحادی الیات“ کی جانب بڑھتے ہوئے رجحان کو ”ترکی اسلام ازم (اسلامیت) میں مذہبیت کے بھرائی“ کا ایک حصہ قرار دیتے

ہے۔ ایک مطالعے کے مطابق، ۱۹۷۰ء سے لے کر ۲۰۱۰ء تک کے درمیانی عرصے میں وائرہ اسلام سے نکل کر مسیحیت اختیار کرنے والوں کی تعداد تقریباً ایک لاکھ ہے۔ ایک حالیہ مطالعے کے مطابق یہ تعداد ۶۵۰۰۰ سے لے کر پانچ لاکھ لوگوں کے لگ بھگ ہے۔ مذہب بدلتے والوں میں سے بعض خیر طریقے سے اپنے نئے عقیدے پر عمل کرتے ہیں؛ اور بعض اپنی جانوں کو بچانے کے واسطے یہود ملک فرار ہوتے ہیں۔

علاوہ ازیں، کچھ ایرانی مرتدین مسیحیت اختیار نہیں کرتے، بلکہ اس کی بجائے کھلم کھلا "ملحد" بن جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں میں سے ایک اعظم کلمکویان (Azam) نامی خاتون ہے جو تاثینی حوالے سے سرگرم (Kamguian) ملکوں میں سے ان کو اشتہاری مل بورڈوں کے علاوہ گلیوں میں کچھ نہیں دیکھتا۔ بہت سے دوسرا مسلمان ملکوں کے برخلاف، تہران میں اداان کی صد تقریباً سانچی ہی نہیں دیتی۔ حتیٰ مساجد کی تعمیر کے واسطے ایک بھرپور ہم برپا ہے، تاہم جمع کے روز نماز جمعاداً کرنے کی بجائے لوگوں کی اکثریت آرٹ گلریز کو جاتی ہے۔ شراب ممنوع ہے تاہم پیرزا کے مقابلے میں گھر پر شراب زیادہ جلدی پیش کی جاتی ہے۔

"اپنے گھروں کی محفوظ چار دیواری کے اندر خواتین اکثر اسلام پذیر خود نہیں تھا بلکہ اسلامی جمہوریہ ایران تھا۔ بظاہر یوں دکھائی دیتا ہے کہ با بعد انقلاب کے ایران میں ان دونوں کو ہاتھ گذرا کر دینا آسان ہے۔

عرب دنیا میں لا دینیت کی ایک موج
عرب دنیا سے متعلق بھی جان لیجئے۔ یقیناً ایک بڑا اور متنوع منظر نامہ ہے، جو مختلف سیاسی تواریخ اور ظامنوں کے علاوہ جد احمد افرقوں نسلوں یا قبائل کے حامل آزاد ہمالک پر مشتمل ہے۔ تاہم، عرب دنیا میں لا دینیت کی ایک نئی اہم کارکام شاہدہ ممکن ہے۔

پیشہ اور مشی گن کی داش گاہوں میں واقع عرب یورمیٹر (Arab Barometer) نامی ایک تحقیقی نیت ورک نے حال ہی میں اس قسم کے چند آنکوشاں زد کیا ہے۔ چھ عرب ممالک (الجیریا، مصر، تیونس، اردن، عراق اور لیبیا) میں ہونے والی رائے شماری میں اس تحقیقی نیت ورک کے مختصین نے اس بات کو دریافت کیا کہ "عرب مذہبی جماعتوں اور رہنماؤں کے حوالے سے بدظن ہو رہے ہیں۔" چنانچہ پانچ برس کے عرصہ میں اسلامی جماعتوں پر اعتبار نہ کرنے والے عراقوں کی تعداد ۴۵ سے یونہ ۸۷٪ فیصد تک پہنچ گئی تھی، متذکرہ بالا ممالک میں "اسلامی جماعتوں پر اعتبار" کا ناسب

ہیں۔ ان کے نزدیک، مصطفیٰ کمال کے سیکولر نظام کو آخوندار نہیں سمجھتے سے دوچار کرنے کے بعد، "ترکی نہیت نے آزادی کے ساتھ سانس لیتے کا آغاز کیا ہے۔" تاہم، اس کے نتیجے میں "ترکی نہیت کو آزمائش کی ایک بھی سے گزرا پڑا ہے۔" یہ نہیت سیاسی اعتبار سے کام ٹھہری ہے۔ مزید یہ کہ، الحادی الیہ کا نہیروں اس ڈرامائی ناکامی کا ایک نتیجہ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ:

"اس بات پر زور دینا چاہیے کہ اس عمل کا تعلق کمالی سیکولر اسلامیتی جدیدیت کے باñی سیاست و ان مصطفیٰ کمال کی ریاستی سیادت کے تحت کا فرما سیکولر اسلامیت مخصوصہ کے ساتھ بہت ہی کم ہے۔ اس کے برخلاف، یہ ایک نامیتی سیکولر اسلامیت میں ہے جو کلینا پر پاس ہے اور ریاستی خواہش کے مطابق نہیں بلکہ سرکاری پالیسیوں کے باوجود وہنا ہو رہا ہے۔ یہ ایک مقامی اور ترک روش خلائقی کا نتیجہ ہے نیز مайдع اسلامست (اسلامیت پسند) جذبے کا شر ہے۔ اپنے والدین کے مذہبی دعوؤں، جنمیں وہ ریا کارانیہا مناقاہ کھجھتے ہیں، سے مايوں ہو کر نوجوان نسل افرادی روحانیت اور روایت کے ایک خاموش انکار کا انتقام کر رہی ہے۔"

تہران: مشرق و سطحی میں سب سے کم مذہبی دار حکومت بھیجی دہائی میں جو کچھ ترکی میں ہوا ہے، وہ اس سے بدر جہاں کم ہے جو کچھی چار دہائیوں میں اسلامی جمہوریہ ایران میں ہو چکا ہے۔ وہاں بھی معاشرے کے نسبتاً زیادہ بلنڈ آہنگ اسلامی طبقے، جسے سیکولر حکومت کے تحت لگ بھگ ایک صدی تک دیوار کے ساتھ لگا دیا گیا تھا، نے ایک انقلابی ولوالے کے ساتھ دوبارہ سے اقتدار حاصل کر لیا۔ ایران میں ۱۹۷۹ء سے شروع ہونے والا اسلامی انقلاب زیادہ واضح اور خوبی اوصاف سے متصف تھا۔ اس کے پر عکس، ترکی میں جنس اینڈ ڈبلپٹک پارٹی کی حکومت میں زور پکڑنے والا انقلاب نسبتاً ملائم، بتدریج، جمہوری اور قدرے پر امن تھا۔ تاہم اس کے باوجود دونوں ملکوں کے حوالے سے پہنچا جائے کہ اسلام ایک انتقامی جذبے کے تحت سیاسی قوت کی صورت میں مانے آیا، لیکن اس سے صرف نیز متوافق تنائی کر رہا ہوئے۔

یہی وجہ ہے کہ ۱۹۷۹ء کے ایرانی انقلاب کو اپنے اصل مقصد یعنی ایرانی معاشرے کی دوبارہ سے اسلام کی جانب واپسی کے بجائے، کم از کم جزو ایسی تاہم اس کے اٹ، یعنی ایران کی اسلام سے دوری، کے حوالے سے کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ تہران جانے والے غیر ملکی روزمرہ زندگی

بجا عتیں شام میں اخوان اسلام، شاید مدھب کو سیاست سے مریب آلوہ کر رہی ہوں نیز دشت گردگروہ اس آلوہ میں انہا ہندشند جیسے گراہ کن غصہ کا اضافہ کر رہے ہیں تاہم یہ سمجھی لوگ (اسلامیت پند) بجا عتیں اور دشت گردگروہ اسلام کی فقہی روایت یعنی نفاذ شریعت کے علمبردار بن رہے ہیں۔ وہ شریعت جس کی مرکزی تعبیرات ایسے احکامات پر بنی ہیں جن کی قبولیت جدید زاویہ نگاہ کے لیے دثار ہے۔ مثلاً مرتدین اور ہیں رسلت کے مجرموں کے لیے مزاۓ موت، زانی کے لیے مزاۓ رجم، چوروں کے ہاتھ کاٹنا، کمی گناہوں پر سرعام کوڑے مارنا، خواتین پر بیان کے ضابطوں کی پابندی، عورتوں پر مردوں کی حکیمت، غیر مسلموں پر مسلمانوں کی برتری، اور جمیع طور پر ایک ایسے نگفے نظر معاشرے کا کلی صور جو نہ صرف مدھب پر استوار ہے بلکہ مدھب اس پر گنجبان ہے۔ شامی نژاد عوامی دانشور محمد شاہزاد (متوفی ۲۰۱۹ء)، نے، جن کے اسلام سے متعلق اصلاح پسند تصورات کو ہرب دنیا میں پڑے پیانے پر موضوع بحث بنا لیا ہے، اس نکتے پر زور دیا ہے کہ مسئلہ صرف اسلامیوں (اسلامیت پندوں) کی جانب سے نہیں ہے جو شاید نفاذ شریعت کے واسطے مخصوص سیاسی لاچھے عمل کے حامل ہیں، بلکہ مرکزی دھارے کے ان روایتی اعلیٰ علم یعنی علامی کی جانب سے بھی ہے جو شریعت کی قدیم تعبیرات کے علمبردار ہیں۔ اپنی ایک تحریر میں مسلمانوں کو ”تعمیدی استدلال“ کی دعوت دیتے ہوئے شاہزاد نے لکھا: ”ابتداء میں ہم سمجھ کر اسلام ازم (اسلامیت) کو عالم کے ہاں موجود ہوئیں علمی روایت سے اخراج کی حیثیت سے بیان کیا جائے گا، اور ہمیں علم سے توقع تھی کہ وہ اسلامیوں (اسلامیت پندوں) نیز سیاسی اسلام اور ساری دنیا کو مسلمان کرنے سے متعلق ان کے چار جانہ جذبات کی تردید کریں گے۔ ہمیں اس وقت بہت جیسے ہوئی جب ہم نے ذی وقار علامی کی جانب سے کسی قسم کے تردیدی بیان کے بجائے اسی قانونی تشریفات سیسیں جو بیانی طور پر اسلامیوں (اسلامیت پندوں) کے من گھڑت دعوؤں سے اختلاف بر تھیں۔ ہم نے تب جانا کہ درحقیقت امرداد، چہا دا اور جنگ وجدل سے متعلق علامی تعبیرات اسلامیوں کی آراء سے زیادہ مختلف نہ تھیں۔“ اس پس مظہر میں، معاصر زمانے میں اسلام پیزاری صرف اسلامیوں (خواہ اخوان اسلام) جیسی سیاسی تحریکوں کی صورت میں متعین ہو، یا پھر انہائی ر斧 پر دشت گردگروہ کی

(اسلام) پر ہونے والی تقدیم پہلے سے زیادہ زور پکڑ چکی ہے، اور بہت سے شامی نوجوان بالخوش یورپ کے باسی، اپنے قدر یہی طرز حیات کو ترک کر رہے ہیں۔“ وہ مریب کہتا ہے کہ ”اجتماعی سطح پر بھی عرب سو شی میڈیا نہ ہب خالق نقادوں اور ان کے (مدھب دشمن) معاویے بالا بہ ہے، جو اس بات کی پر جوش دعوت دیتا ہے کہ مدھب اساطیر کی حیثیت کو ازسرنو طے کیا جائے، یا پھر مدھب ہبیت کا خوب تھھا اڑاتا ہے۔“ سوڑا ان بھی اسلام ازم (اسلامیت) کے ایک ہولناک تحریب سے گزر رہے۔ مسلم اکثریت کی حامل افریقی قوم نے ۱۹۸۹ء تا ۲۰۱۹ء کا عرصہ بھی صدر عمر البشیر کی آمرانہ حکومت کے تحت گزارا ہے۔ اسکے اکل میں ہونے والے عوامی انتخابوں یا ”سوڈانی انقلاب“ کے نتیجے میں البشیر کا اقتدار ختم ہوا، اور اس کی حیران کن بعد عنوانی بھی آشکار ہوئی: سیکورٹی فورسز نے ۵۴۳ ملین ڈالر (۵۴۳ کروڑ ڈالر) کی نقدی صرف اس کی رہائش گاہ سے برآمد کی۔ یہ ایک عوامی بیان تھا کہ ”ایک شخص جس نے اپنے غربت زدہ ابتدائی حالات کا ذکر کرتے ہوئے ہمیشہ عوامی جذبات کو ہبھڑ کایا تھا،“ وہ صرف ”عوام کی نسلوں کی تباہی کے واسطے اپنے لائچ اور ہوس،“ کو چھپا رہا تھا۔ اور عوام نے واقعی یہ سبق سیکھ لیا۔ قطری نژاد ایک متاز مسلم عالم، عبدالوهاب الافقی کے قول، ”ما بعد انقلاب دور کے سوڑا نیں“ اسلام ازم بعد عنوانی، متفاوت، تلمیز اور بد عقیدگی کا نشان بن گیا۔ معروف معنوں میں سوڑا ان ہی وہ پہلا ملک ہے جو حقیقی معنوں میں (اسلامیت پندوں کا) خالق ہے۔“

حقیقی معنوں میں اسلام ازم ہے کیا؟ اس موقع پر یہ نشان دہی کر دیا شاید کار آمد ناہتہ ہو کہ ہم یہاں دو باہم شلک مگر انتیازی رحمات کے متعلق بات کر رہے ہیں۔ ترکی، اپریان، سوڈان اور کسی بھی دوسرے ملک میں اسلام ازم (اسلامیت) نیز اری، عین مکن ہے کہ خود اسلام پیزاری کی جانب لے جائے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ نیز اری، لاد بینیت یا الحادی الہیت یا پھر سیاحت کی جانب لے چلے۔ یا پھر ہو سکتا ہے کہ مدکورہ امر کے سبب انسان نسبتاً کم سیاسی عقیدے کی آرزو کرنے لگے۔ مونخ الذکر سبب یہ دینا تمام ”ما بعد اسلام“ پس مظہروں میں موجود ہے، اور ہو سکتا ہے کہ آخر میں مذکورہ رمحان (نسبتاً کم سیاسی عقیدے کی آرزو) مکمل ترک اسلام کے مقابلے میں زیادہ زور پکڑ لے۔ تاہم اسلام ازم کوئی پا شیعہ اسلام کے مرکزی دھارے سے جدا کرنا سہل نہیں ہے۔ اسلام (اسلامیت پند)

۲۰۲۱ء میں ۵۳ فیصد تھا، جو ۲۰۱۸ء میں گھٹ کر ۴۷ فیصد رہ گیا۔ مسجد میں جانے والوں کی تعداد میں بھی اوسطاً ۴۵ فیصد سے زیادہ کی ہوئی، نیز ۲۰۱۳ء میں اپنے آپ کو ”خیر مدھبی“ کہنے والے عربوں کی تعداد ۸ فیصد تھی جو ۲۰۱۸ء میں ۱۳ فیصد ہو گئی۔ ایسا کیوں کہ ہورہا ہے؟ ایک جواب یہ ہے کہ حال ہی میں عرب دنیا کے اندر اسلام کے نام پر بہت زیادہ نظر ناک واقعات رونما ہوئے ہیں۔ ان واقعات میں شام، عراق اور یمن میں فرقہ وارہ بیانیوں پر ہونے والی غانہ تنگیاں شامل ہیں، جہاں مختار گروہوں نے اکثر ویزٹر انتہائی ظالمانہ انداز میں خدا کے نام پر جنگ میں حصہ لیا ہے۔ ان جنگوں سے متأثر ہونے والے لاکھوں مقامی اور دور بیٹھ کر ان حالات کا مشاہدہ کرنے والے، دونوں ہی مدھبی سیاست کے ہاتھوں شدید صدمے اور مابعدی کے تحریب سے گزرے ہیں، نیز چہار ایک نئی موالات کو اخنان شروع کر دیا۔

سخت موالات پوچھنے اور ان کے نتیجے میں مدھب سے ہاتھ دھو میختنے والوں میں سے ایک، بنداد کارہائی ۵۵ برس کا عمر سیدہ ابو سعید نانی شخص ہے، جس نے ایک ”دھکے چھپے عراقی ملحد“ کی حیثیت سے اپریل ۲۰۱۹ء میں امریکا کے خبر رسال اورے قومی نشریاتی کپنی NBC News سے بات چیزیں کی۔ رپورٹ کے مطابق، اس نے کہا کہ ”ہم سنتے تھے کہ اسلام اکن کا دین ہے، تاہم داعش (ISIS) نے غربیوں اور روشنیوں، بلکہ ان سے بھی بدتر سلوک کیا۔“ اور اسی کلئے کہہا رہے ہو سعیج نے ایک برا موقف اختیار کیا، ”کیا اسلام ایک اسن پسند مدھب ہے؟ بالکل نہیں، اور میں ایسے مدھب کا حصہ نہ کشمیں رہنا چاہتا۔“

ایک دوسرے عراقی شہری، اسلامست (اسلامیت پند) و انشور او رمیق، غالب الشابندر (Ghalib al-Shabnadar) بھی اس صورتحال کا جائزہ لے رہا ہے اور ایک مسلمان کی حیثیت سے اس بابت پر بیانی کا شکار ہے۔ وہ تعمیر کرتا ہے کہ ”اسلامی جماعتیں کی اٹی ہر کتوں کی بد ولت لاد بینیت کی ایک لہر عراق میں بھیل جائے گی۔ یہی وہ حرکتیں ہیں جس نے لوگوں کو اسلام و دیگر مدھاب کو ترک کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔“ داعش اور اس کے ذیلی گروہوں کی بربریت کے علاوہ، بیتلر الاسم حکومت کے جہر کے نتیجے میں، کئی بھتے بھسا یا ملک شام میں بھی ایسا ہی رمحان موجود ہے: ”شامی نوجوانوں کے ہاں ارتداد میں اضافہ۔“ تشدید اور امتصار کی اس صورتحال کے پیچوں نتیجے، مصری لکھاری شام العلیٰ لکھتا ہے کہ ”مدھب

نمودت کی۔ سعودی عرب میں، وزارت تعلیم کے تحت سرکاری اسکولوں میں ایک پروگرام رواں دواں ہے، جو "بلر ازم"، "سیکولر ازم" اور "معنیریت" کے خلاف "ماغفت" پیدا کرتا ہے۔ اور ترکی میں ایرو دوان کے حامی دانشور "بلر" جمہوریت بخان کا شکار ہے۔ کی وجہ کی وجہ سے درہ ہے یہیں۔ (۔۔ جاری ہے) "How Islamists are Ruining Islam". ("hudson.org". June 12, 2020)

باقیہ پاکستان اسرائیل تعلقات اور چین کا مکملہ کردار
محبوب کرتی ہے۔ بھارت کو شمال مغربی سرحد پر اپنے ساتھ صرف رکھ کر بھی پاکستان چین کے مفادات کو پورا کرتا ہے۔ پاکستان اور اسرائیل کے تعلقات کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرنے سے چین کی میں الاقوامی غالٹ کی حیثیت سے ساکھ بنتے گی۔ امریکی پشت پناہی سے اسرائیل کے بھرپور متحده عرب امارات اور سودان کے ساتھ تعلقات معمول پر لانے کے معابدوں کے بعد چین لازمی طور پر یہ چاہے گا کہ وہ مشرق وسطیٰ کے ان عمل میں اپنا کردار ادا کرے۔

غلیظی ممالک کی جانب سے اسرائیل کے ساتھ تعلقات معمول پر لانے کی جو لہر جلی ہے اس کے باوجود ایسا لگتا ہے کہ پاکستان اس لہر سے تاثر ہو کر اسرائیل کو تسلیم نہیں کرے گا بلکہ چین اس کام کے لیے زیادہ بہتر کردار ادا کر سکتا ہے، اور اگر وہ یہ کام کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو صرف ایشیا میں اس کے امن کے علم بردار ہونے کا تاثر بہتر ہو گا بلکہ اس کو بہت سے جغرافیائی، سیاسی اور معماشی مقاصد کے حصول میں بھی کامیابی ملے گی۔ (ترجمہ: حافظ محمد نوری گون)

"How can China mediate between Israel and Pakistan?" ("mei.edu". December 18, 2020)

باقیہ: عرب اسرائیل تعلقات کی خفیہ داستان
اسرائیل نے مسلسل عرب اشرافی اور ان ملکوں کے تاجر طبقے کو اپنے حق میں ملک کرنے کی حقیقی جاری رکھی ہے۔ اسرائیل نے اگرچہ کامیابی کے ساتھ ان ممالک کی سیاسی اور تاجر اشرافی کو اپنی طرف راغب کیا ہے، تاہم وہ عرب ملکوں کے عام طبقے کو اپنے حق میں نرم کرنے میں ناکام ہوا ہے، سوائے ان گئے چند افراد کے جو عرب حکام کے اشراوف پر کام کرتے رہے۔ اسی طرح عرب عوام نے بھی اسرائیل کو حقیقی سے مسترد کیے رکھا ہے، ان کا خیال ہے کہ اسرائیل ان کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ (ترجمہ: شفیق مصوّر)

"Arab rulers and Israel's leaders: A long and secret history of cooperation". ("middleeasteye.net". February 18, 2020)

صورت میں سامنے آئے) کی بدولت ہی نہیں ہے، بلکہ قدامت پسندی، سلفی، یا شیعی علماء کے کارن بھی ہے، جو حریت، مساوات اور انسانی حقوق جیسے جدید تصورات کے مختلف مذہبی نقطہ بانے نظر کے حامی ہیں۔

مثال کے طور پر سعودی عرب کی مثال لے لجیے، جس نے حال ہی میں اخوان اسلام کی غضب ناک طریقے سے مخالفت کی ہے، تاہم اپنے ہاں شریعت کی سخت ترین قسم کو نافذ بھی کر رکھا ہے۔ سعودی حکمران "لادینی افکار سے متعلق کسی بھی قسم کی تبلیغ، یا نہ ہب اسلام کے نبادی ارکان پر سوال اٹھانے" کو بہت گردی کے برادر جرم قرار دیتے ہیں۔ تاہم جیسا کہ حاکم خطیب جیسے صحافی کے مشاہدے میں آیا، " سعودی بادشاہت کے بہت سے شہری اسلام سے منور رہے ہیں" اور ان میں سے بعض وہب گاہ پر اپنے خیالات وضاحت سے لکھ رہے ہیں۔ اس کی ایک وجہ ہے ان پر نافذ کردہ اسلام کی سخت تغیری کا جریب ہے اور دوسری وجہ ہے اس امکان پر ہی ہے کہ ایک تباول دنیا کا ذائقہ چکھا جائے۔ بقول خطیب، "ویگر اشیا کے علاوہ، غالباً جو شے سعودی بادشوں کو ان کے مذہب سے دور لے جاری ہے، وہ سعودی عرب میں نافذ کردہ سخت گیر اور غیر انسانی اسلامی قانون نیز معلومات اور بڑے پیمانے پر ترسیل معلومات تک آسان رہا ہے۔"

عقیدے سے دوری کے اصل خالب کا اندازہ لگانا دشوار ہے کیونکہ اس حوالے سے کوئی (با تقدیر) سروے نہیں ہے، بنزی پیش لوگ اس موضوع پر بات کرنے میں محتاط ہیں۔ تاہم یہ معاملہ نہ صرف سعودی عرب میں بلکہ دیگر بھارتی بادشاہوں میں بھی نہایت سخیہ مسئلہ کی صورت اختیار کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے، جسے میڈیا بھی اخراج رہا ہے کہ "ہمارے ٹیکنیکی معاشروں کی نوجوان نسل میں لادینیت کو قبول کرنے کا راجحان بڑا ہرہا ہے۔"

(لادینی فکر کی ترویج میں) اثر نیت اور بالخصوص سوشل میڈیا ایک کلیدی کردار ادا کرتا ہے جیسا کہ اکثر پیشتر اس جانب اشارہ کیا جاتا ہے، تاہم جس ایک برآمد شدہ "علمدانہ خیال" کے علمبردار کی حیثیت سے نہیں جیسا کہ قدامت پسندوں کا عمومی ایقان ہے، بلکہ ایک آزاد مقام کی حیثیت سے، جہاں لوگ (ذہب سے متعلق) اپنے داخلی اضطراب کو بیان کر سکتے ہیں اور ان میں ایک دوسرے کو شریک کر سکتے ہیں، جیسا کہ عبداللہ حمید الدین نے ۲۰۱۹ء میں شائع ہونے والی اپنی کتاب "Tweeted Heresies Saudi Islam in

سعودی عرب: ”دشمنی نہیں، دوستی!“

Sylvia Westall, Javier Blas
and Fiona MacDonald

بیدا کرنے اور قتل پر کلیدی انحصار کی پالیسی کو بڑے دچکے لگے ہیں۔ کئی معاملات میں سعودی عرب کی ساکھ کو شدید نقصان پہنچا ہے۔ کورونا وائرس کی وبا نے اندر وطن ملک بھی بہت سے چیلنج کھڑے کیے ہیں۔

۲۰۲۰ء کا بڑا حصہ انہوں نے عوام سے دوراپنے ”تمین چانلڈا“ نیوم (بیجہہ اخیر) میں گزارا۔ یہ شہر مستقبل کے حوالے سے ان کے بہت سے منصوبوں کا مرکز ہے۔ کورونا وائرس کی وبا کے دوران سعودی فرمائی فرمان رو اسلامان بن عبد العزیز اور وزیر خزانہ محمد الجبدان نے عوام کی ڈھارس بندھائی۔

5 جنوری کی سعودی قطر سربراہ ملقات میں شاہ سلمان شریک ہوئے۔ ولی عہد محمد بن سلمان میر محفل تھے۔ جو کچھ وہاں تھا اس سے محمد بن سلمان کے ارادے صاف ظاہر ہوئے یعنی الحلقی کو عالمی سیاحتی مرکز میں تبدیل کرنا۔ مذاکرات کے بعد محمد بن سلمان نے قطر کے امیر شیخ خمیں بن حماد الثانی کو دنوں بعد میریں میں سوار تھے جسے محمد بن سلمان چلا رہے تھے۔ چند سال قبل اس کاصور تک مصالحتاً اور دورے پر گئے۔ دنوں بعد میریں میں سوار تھے جسے محمد بن سلمان چلا رہے تھے۔ اور دری طرف انہوں نے تعمیری سوچ کا حامل ہونے اور اس کو تربیح دینے والا دھکائی دے کر جو زوف بائیڈن کو یہ پیغام دیئے کی کوشش کی ہے کہ انہیں (محمد بن سلمان کو) نظر انداز کیا جاسکتا ہے نہ الگ تحمل ہی رکھا جاسکتا ہے۔ واشنگٹن کے امریکی انتظامیہ انسٹی ٹیوٹ کے ریزیڈنٹ اسکار کیرن بیگ کا کہنا ہے کہ محمد بن سلمان نے خود کو تاکید نہ کردار کے لیے تیار کیا ہے تاکہ امریکا میں فتحی انتظامیہ سے زیادہ سفارتی فوائد حاصل کیے جائیں۔ ساتھ ہی ساتھ محمد بن سلمان نے ظاہر یہ بات بھی جسمیں کی ہے کہ پچھلے چار برس کے دوران انہوں نے خابجہ پالیسی کے شعبے میں کچھ زیادہ نہم جوئی کی ہے۔

5 جنوری ولی عہد محمد بن سلمان نے سعودی شہر الحلقی میں قطر کے حکمران کو گلے لگایا اور تازع ختم کیا اور یوں خود کو اس کی راہ ہموار کرنے والے رہنماء کے روپ میں پیش کیا۔ اس کے چند ہی گھنٹوں کے بعد سعودی عرب نے تیل کی یومیہ پیداوار میں دس لاکھ ہیل کٹوتی کا اعلان کیا تاکہ تیل برآمد کرنے والے دیگر ممالک کے لیے معاملات پچھہ بہتر ہو سکیں۔ سعودی عرب کے وزیر توانائی کہتے ہیں کہ یہ حکم برآ راست ولی عہد محمد بن سلمان کی طرف سے آیا اور اس کے نتیجے میں امریکا میں تو ادائی کے اداروں کے شیئر زکی قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ ہوا۔

مفہومت پر آمادہ رہنماء کی حیثیت سے عوام کے سامنے پیش کیا ہے۔ سعودی ولی عہد نے ۲۰۱۵ء میں مملکت کے معاملات

اپنے ہاتھ میں لے چکے تھے۔ تب سے اب تک تیل برآمد کرنے والے سب سے بڑے ملک نے بعض ایسی خطرناک مہماں شروع کی ہیں جن کی اس سے توقعات کم ہیں۔ مذکورہ کی صورت میں۔ یعنی میں جاری خانہ حکلی میں حصہ لیما، روں سے تیل کی قیمتوں کے معاملے میں سر و گنج وغیرہ نہیں۔ عوام سے دوچار معیشت بھی اپنا کردار ادا کر رہی ہے۔

ایک ہیے دن کے جب سعودی عرب نے تیل کی پیداوار میں دس لاکھ ہیل یومیہ کی کٹوتی کا اعلان کر کے تیل کی عالمی منڈی کو ہلا دیا اور اس اقدام کو خیر سماں کا مظہر قرار دیا تب سعودی عرب کے حقیقی حکمران (ولی عہد محمد بن سلمان) نے ایک الگ نوعیت کے بحران کو ختم کرنے کی خاطر شیشوں سے آراستہ خوبصورت کسرٹ ہال میں مرکزی انشتست سنجائی۔

سعودی ولی عہد نے قطر سے کشیدہ تعلقات کے تین سالہ دور میں تمام معاملات اپنے ہاتھ میں رکھے۔ امریکا کے نو منتخب صدر جو بائیڈن نے، جو امریکی صدر کے منصب پر باضابطہ طور پر فائز کیے ہیں جانے والے ہیں، انتخابی ہم کے دوران وعدہ کیا تھا کہ وہ سعودی عرب کو مسترد کر کے الگ تحمل کر دیں گے۔ ولی عہد محمد بن سلمان نے جب یہ دیکھا کہ معیشت خرابی کا شکار ہے اور ایران کی طرف سے کوئی حوصلہ افزارہ نہیں مل رہا تو انہوں نے بہتر یہی سمجھا کہ تازع اور حمایۃ آرائی کی راہ ترک کر کے مصلحت اور مفہومت کے راست پر گامز ہو جائے۔

صدر ڈرمپ نے سعودی عرب سے خاص قربت اختیار کی تھی۔ امریکی صدر کی حیثیت سے پہلے غیر ملکی دورے میں وہ سعودی عرب گئے تھے۔ ایسا کر کے انہوں نے سعودی عرب کے کفر مخالف ایران کو ختم پیغام دیا تھا۔ یوں انہوں نے ولی عہد محمد بن سلمان کو سعودی صاحبی جمال خاشقجی کے قتل کے باعده اڑات سے محظوظ رکھنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ جمال خاشقجی کو ۲۰۱۸ء میں ترکی کے شہر استنبول کے سعودی قونصلیٹ میں قتل کر دیا گیا تھا۔

ایسا نہیں ہے کہ صرف جو بائیڈن نے لجھے میں بات کر رہے ہیں۔ ولی عہد محمد بن سلمان نے بھی دوسرے معاملات پر زیادہ توجہ دیا تھا۔ سعودی معیشت میں توزع ان اقدامات کے ذریعے ولی عہد محمد بن سلمان نے خود کو